اس کتاب کے حوالے سے دیوبندی جو دجل کرتے ہیں اسکا جواب اس کتاب کے آخری صفحہ پر موجود ہے
میثم قادری

مَن یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُفَقِّہہُ فِی الدِّین

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب مسمّٰی بہ

میثم قادری

تحقیق المسائل

معہ چند مناظرات

از تصنیف لطیف علامۂ اجل فاضل بے بدل حامی سنن ماحی فتن حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولٰنا مولوی سید ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب مفتی و خطیب مسجد وزیر خان لاہور

(جسمیں)

اسقاط۔ سوم۔ چہلم۔ برسی وغیرہ کا مدلل ثبوت اور کفن دفن کے احکام اور بذریعہ خط و کتابت مولوی رشید احمد گنگوہی سے اُنکی زندگی میں احکام طہارت چاہ اور قیام میلاد بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم میں بدلائل واضحہ فیصلہ کیا گیا نیز غیر مقلدین کے لاینحل اعتراضات کا دندان شکن جواب اور دیوبندیہ وہابیہ کی پہچان کا طریقہ مثنوی شریف سے

لاہور پرنٹنگ پریس لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَ رَحْمَتِہٖ اَفْضَلِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الْمُسْتَبْشِرِیْنَ بِصِحَّتِہٖ وَصُحْبَتِہٖ الْفَرِحِیْنَ بِلِقَائِہٖ وَبِعْثَتِہٖ فَکَانُوْا ھُدَاۃَ الْھُدٰی وَقُدْوَۃَ الْوَرٰی اَمَّا بَعْدُ

فقیر حقیر محمد دیدار علی الرضوی الحنفی بخدمت جمیع مومنین منصفین اور علماء راسخین حق گزین ملتمس ہے کہ یہ بات تو سب پر خوب ظاہر ہے۔ کہ درباره قیام بوقت استماع بشارت و مژده ولادت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام باہم علماء ہندوستان میں کس قدر تنازع ہو رہا ہے اور بناء تنازع فقط اس امر پر ہے کہ مانعین بوجہ عدم ثبوت کسی دلیل قوی کے ثبوتِ قیام میں بجز اتباع حرمین اور سلف صالح منع کرنے میں سعی کر رہے ہیں۔ اور مثبتین بجز اتباع سلف یا علماء حرمین مکرمین چونکہ کوئی نص قرآن یا حدیث صحیح پیش نہیں کر سکتے لا محالہ بدعت حسنہ کہکر اوسکی اثبات احسنت میں زور لگا رہے ہیں لہذا یہ ہیچمدان ہمیشہ ملتجی بارگاہ یزدان رہتا تھا کہ خداوندا اگر تیرے نزدیک فی الواقع یہ امر ممنوع ہے مجھکو ایسی دلیل مع لغت سوجھا کہ رافع نزاع علماء منصفین اور دافع بغض و کینہ کی فضلاء راسخین سے ہو جاوے اور علماء حرمین اور فضلاء عرب و عجم اور سلف صالح اور پیشوایان حال مثل حاجی امداد اللہ صاحب ادام اللہ فیضہ جیسے بزرگان دین پر حرف تقیہ یا بدعت اور فسق زبان پر نہ آوے اور اگر فی الحقیقت یہ قیام مروجہ سلف صالح و علماء کرام تیرے نزدیک امر محبوب موجب خیر و ثواب ہے ایسی دلیل

واضح پر مجھ کو مطلع فرما کہ جسکا کوئی عالم منصف انکار نکر سکے مگر جب کلام مانعین کو دیکھا
اثبات بدعیت کلام ہذا کا ارادہ کیا بجز فاسق و بدعتی بنانے علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اور
فضلائے عرب و عجم اور نیز علماء سلف اور اکثر علماء و مشائخ حال مثل مولانا حاجی امداد اللہ
صاحب مہاجر مدظلہ و مولانا رحمت اللہ صاحب ظلہ وغیرہ اور کوئی امر نظر نہ آیا اور جب
احادیث فضائل علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اور اہل عرب و عجم کو دیکھا اور بعقیدہ سنت یا مستحب
افعال معمولہ علماء حرمین کے ساتھ حجت پکڑنی سلف صالح مثل امام مالک و امام
بخاری رحمہما اللہ کی طرف نظر ڈالی روح کانپ گئی لامحالہ یقین کامل ہو گیا کہ ایسے ایسے
فضلاء و علماء حرمین مکرمین کہ جنکی بدون اقتدا کے جماعت اولے مسجد الحرام اور مسجد نبوی
میسر ہونا محال ہے اگر درحقیقت بوجہ مجلس میلاد مشتملہ قیام وغیرہ امور مستحب یہ سب بدعتی
ہوتے کہ جسکا ادنے درجہ فسق ہے مانعین کبھی اونکے پیچھے ایام حج میں نماز نہ پڑھتے نہ ان کے
ساتھ حج کرتے کس واسطے کہ نماز فاسق کے پیچھے مکروہ تحریمہ واجب الاعادہ ہوتی ہے
کما ھو ظاہر من کتب الفقہ وقد صرحنا بہ فی رسالتنا المسمی برسول الکلام من کلام
سید الانام فی بیان اصول مسائل المختلفۃ والمولد والقیام (ترجمہ) جیسا کہ ظاہر ہے
فقہ کی کتابوں سے اور تصریح کی ہے ہمنے اپنے رسالہ میں جسکا نام رسول الکلام من کلام سید الانام علیہ السلام
ہے جس میں ذکر ہے قواعد کلیہ مسائل مختلفہ تقلید وغیرہ اور ذکر مولد شریف۔ اور قیام کا) اور حضرت
مولانا مہاجر فی سبیل اللہ مرشد علماء دیوبند و گنگوہ پیر طریقت مولوی رشید احمد صاحب و مولانا قاسم صاحب
کے یعنی حاجی امداد اللہ صاحب ادام اللہ فیوضہ کہ جو ہمیشہ مجلس میلاد شریف معہ قیام وغیرہ مولود
متعاملہ حرمین کرتے رہتے ہیں چنانچہ رسالہ در المنظم پر تقریظ حاجی صاحب ممدوح شاہد عدل ہے
اور نیز متواترہ ہر سال نہ ہانی علماء اور عامۃ الناس کے جب حج سے آتے ہیں ہمیشہ کرنا حاجی صاحب موصوف

نمونہ احادیث فضائل عرب و عجم و قول امام مالک و بخاری رحمۃ اللہ علیہ

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلظ القلوب والجفاء فی
المشرق والایمان فی اہل الحجاز۔ رواہ مسلم (ترجمہ) جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا

مجلس میلاد مع قیام فرحت بوقت ذکر ولادت سنتے رہتے ہیں یہ علماء ہندوستان جو بظاہر کسی مصلحت
سے انکار قیام وغیرہ کرتے ہیں۔ کبھی ان کے سلسلہ میں نہ رہتے۔ انکی خلافت سے بیعت نہ کرتے
جب اس امر میں زیادہ خوض کیا ایسا معلوم ہوا کہ غالبًا منع کرنا بعض علماء مستند مریدین حاجی صاحب کا
شاید بوجہ غلو بعض جہال کے ہوگا۔ جو تالی بجاتے ہیں گانے کے قواعد پر دو دو آدمی ٹھیٹھ کے مثل
گویوں کے دو طرفہ بیٹھا کر ذکر میلاد کو تال سر سے[1] گاتے ہیں گو کبھی عمر بھر نماز نہ پڑھی مگر مجلس میلاد
کرتے ہی قطعی جنتی بنلتے ہیں بنجاتے ہیں نہ احتیاط مال حرام نہ اجتناب امور مکروہہ و امور بدعت
ڈاڑھی منڈے بعض جابجا بے دھڑک پڑھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ چنانچہ مولانا رشید احمد صاحب نے جب ان سے
مسئلہ چاہ ناپاک اور مسئلہ قیام مجلس مولد شریف دریافت کیا گیا اپنے اخیر خط میں جسکی نقل مع نقول دیگر
مکاتیب مولانا اور عزالقوی کاتب الحروف درج رسالہ ہذا ہے صراحتہ تحریر فرمایا کہ تم اپنی تحقیق پہ عمل کرو
اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ کبھی کوئی عالم ربانی کسیکو کسی امر بدعت کی اجازت نہیں دیسکتا وہ تو حتی الوسع منع

---

[1] اس بطریق مناجات خوش الحانی سے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نعت اور قصاید
کو اکثر سنا ہے پس اسی طرح جائز بلکہ مستحب ہے +

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت دلی اور جفا مشرق والوں میں اور ایمان کامل مکہ و مدینہ والوں میں ہے
یہ مسلم شریف کی حدیث صحیح ہے۔ عن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یزال
اھل الغرب ظاہرین علی الحق حتی تقوم الساعۃ (ترجمہ) ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے فرمایا حضرت
نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیں گے اہل مغرب یا اہل مکہ و مدینہ غرب والے یعنی بڑی
ڈول والے غالب حق پر یہانتک کہ قیامت ہو جائے۔ رواہ مسلم۔ ایضًا) اور امام بخاری نے صحیح
بخاری میں ما اتفق علیہ الحرمان (ترجمہ) جب یہ اتفاق کرلیں مکہ اور مدینہ والے
علیحدہ ایک باب میں لکھ کر فضائل اور حقیقت اہل حرمین پر بہت سی احادیث نقل
فرمائی ہیں۔ اور امام مالک علیہ الرحمۃ تو اجماع حرمین کو بھی حجت فرماتے ہیں
اور بعض امور میں دیگر علماء بھی دیکھو کتب اصول اور فقہ کو ۱۲ احسن غفر اللہ لہ
ولوالدیہ +

ہی کرے گا خواہ کوئی مانو یا نہ مانو اور رسائل کی جہانتک ممکن ہوگا تشفی کریگا مگر ہاں جب یہ منظور ہو کہ السکوت فی معرض البیان بیان مگر مولانا نے ہم کو تو صراحتہً اجازت دیدی گو کسی مصلحت سے اپنا قیام کرنا نہ کرنا موارد فرحت و سرور پر معرض سکوت میں رکھا ہمیں سکوت بھی نہیں جواز کی تصریح تو مکاتیب مولانا میں عموماً ہے ذرا مولانا کے خطوں کو بغور ملاحظہ کرو۔ **الحاصل** جب بتوفیق موفق حقیقی بغرض ازالہ افراط و تفریط تحقیق امر ہذا میں قلم اوٹھایا بالفضل ملہم حقیقی ایک رسالہ ضخیم موثق بدلائل واثقہ و براہین قاطعہ معہ رد بدعات مکروہہ و قبیحہ تیار ہوگیا مدت سے ایکدو کلیہ مثبت سنت ہونے قیام ہذا کو بخدمت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی پیش کرنیکا ارادہ کرتا تھا مگر بموجب کل امر مرہون باوقاتہا عرصہ دراز تک پردہ التوا میں رہا۔ دریں ولا بضرورت مسئلہ طہارت چاہ مولانا ممدوح کے اس استفتا بھیجنے کی سخت ضرورت پیش آئی اس ضمن میں الحمد للہ کہ دو ضابطہ کلیہ دلیل ثبوت سنت ہونے قیام متنازعہ فیہ کا بتحریر مولانا موصوف بھی پورا اطمینان ہوگیا اگرچہ باعتبار صراحت مسئلہ کنوئیں کا منجانب مولانا غیر قابل اطمینان رہا چنانچہ نقول خطوط اور فتاوی مولوی رشید احمد صاحب موصوف سے جو معہ عرائض احقر نقل کئے جاتے ہیں امر ہذا خوب واضح ہوجائیگا واضح ہو کہ بخوف انتشار ذہن ناظرین چونکہ دو تین مسئلوں کے سوال و جواب ترتیب وار ہیں اور بدیں وجہ جواب ہر مسئلہ کا سوال سے دور جا پڑا ہے لہذا مضمون ہر خط کو جو دونوں سوال کے ساتھ شرکت رکھتا تھا دونوں مسئلوں کے ساتھ جدا کرکے لکھدیا ہے اور جس مضمون کو فقط ایک ہی مسئلہ کے ساتھ تعلق تھا اوسکو بعینہ اوسی کے ساتھ نقل کردیا ہے جس کسی کو کسی مضمون میں ذرا بھی شبہ ہو اصل خطوط قلمی اور دستخطی مولانا معہ لفافہائے مہری ڈاکخانہ احقر کے پاس موجود ہیں مطابق کرکے دیکھ لیں۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ؕ

عریضہ کاتب الحروف

از فقیر حقیر محمد دیدار علی الحنفی بخدمت مولوی رشید احمد صاحب سلمہ[1] تسلیم۔ جناب حدیث افک[2]

---

[1] یعنی چپ رہنا بیان کرنیکی جگہ بمنزلہ بیان ہی ہوتا ہے مثل مشہور ہے الخاموشی نیم رضا ۱۲

[2] حدیث افک وہ حدیث ہے جس میں ذکر ہے تہمت لگانے منافقوں کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵ پر ملاحظہ ہو)

جو بخاری شریف میں ہے اوسمیں یہ عبارت ہے۔ فکان اول کلمة تکلم بہا یا عائشة اما الله فقد برئک فقالت امی قومی الیه فقلت والله لا اقوم ولا احمد الا الله ط شارح قسطلانی شرح لفظ قومی الیه میں تحریر فرماتے ہیں ای لاجل ما بشرک بہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ قیام بوقت سننے کسی بشارت کے خواہ بجانب بشر حقیقی یا مجازی سُنّت[۲] تقریری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کتاب النکاح بخاری شریف میں ہے ابصر النبی صلی الله علیه وسلم النساء والصبیان مقبلین من عرس فقام ممتنا قال فی التوشیح فقام الیهم فرحا بهم متفضلا علیهم اس حدیث سے صراحةً مفہوم ہوتا ہے کہ بوقت دیکھنے مرفرحت کے اظہار فرحت کیواسطے کھڑا ہوتا سُنّت فعلی حبیب اللہ ہے لہذا گذارش ہے کہ اب بھی ایسے موقع پر اگر قیام کیا جائے سنت ہے یا ناجائز اور بصورت عدم جواز ناسخ کونسی حدیث ہے۔ مکرر گذارش یہ ہے کہ بخیال عدم فرصتی جناب ایک فتوی مرتب کر کے اور ایک استفتا ارسال خدمت ہے اگر صحیح ہو مزین بمہر فرما کر بذریعہ ٹکٹ ملفوف واپس مرحمت ہو۔ ورنہ امر حق سے مدلل بروایات معتبرہ مطلع فرمائیں والسلام ⁘

مکتوب گرامی مولانا رشید احمد صاحب بجواب عریضہ احقر

از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون عرض آنکہ آپکا مکرمت نامہ پہونچا درباب قیام یہ عرض ہے کہ قیام صدیقہ آپ کی دست بوسی کے واسطے تھا کہ اظہار فرحت و سرور اور شکریہ کو متضمن ہے علی ہذا انساء انصار کے واسطے طبعی قیام تھا کہ محبوب کو دیکھ کر بیساختہ قیام ہو جاتا ہے سو یہ قیام ممنوع نہیں اب بھی درست ہے کوئی اس کا ناسخ نہیں آپنے صحیح لکھا ہے ⁘

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴) کو جب اونکی پاکی کی آئتیں نازل ہوئیں وہ کلمہ جو بعد ختم نزول وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے عائشہ رض تحقیق بری کیا تجھ کو اللہ تعالے نے پس کہا میری ماں نے کھڑی ہو جا طرف حضرت کے بغرض اداء شکر پس کہا میں نے قسم ہے اللہ کی نہ کھڑی ہونگی میں اور نہ شکر کرونگی مگر اللہ کا کہ حقیقت میں اوس نے مجھکو بری کیا ورنہ کسی نے میرا ساتھ نہ دیا ۱۲ ؁ واضح ہو کہ لفظ قومی الیه حدیث مذکور میں جو گذرا ہے منقولہ ہے حضرت عائشہ رض کی ماں کا اسکی شرح معانی میں قسطلانی بخاری شریف کے شارح فرماتے ہیں کہ قومی الیه یعنی کھڑی ہو تو حضرت کی طرف بسبب بشارت سنانے حضرت کے تم کو سات آیات پاکدامنی کے ۱۲ منہ عفی عنہ ؁ سنت تقریری اوسکو کہتے ہیں جو کوئی امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا جاوے اور آپ اُسکو منع نہ فرماویں پس وہ قول ہو یا فعل بمنزلہ قول وفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتا ہے کما ہو ظاہر من کتب الاصول ۱۲ منہ..

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶ پر دیکھو)

عریضہ دیگر کاتب الحروف بجواب مکتوب ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم از فقیر حقیر محمد دیدار علی الحنفی بعالی خدمت مولانا رشید احمد صاحب سلمہ
السلام علیکم۔ کرامت نامہ شرف صدور لایا نہایت ممنون و مشکور فرمایا۔ در بارہ حدیث قیام حضرت
عائشہ صدیقہ رض بوقت سماع آیات طہارت و پاکدامنی اور حدیث قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بروئیت نساء انصار جناب نے تحریر فرمایا کہ یہ قیام اب بھی ممنوع نہیں درست ہے اس کا
ناسخ نہیں صحیح لکھا ہے یہ تو بہت صحیح و درست مگر جو تحریر فرمایا کہ قیام صدیقہ رض دست بوسی
کے واسطے تھا اسپر کونسا لفظ حدیث دال ہے یا کسی شارح معتبر نے لکھا ہے علیٰ ہذا قیام رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طبعی اضطراری ہونا کہاں سے مفہوم ہوتا ہے بنظر عبارات حدیث
افک کہ جو تمامہ بخاری شریف میں غالباً تین چار جگہہ وارد ہے فقط اتنا مفہوم ہوتا ہے
کہ قیام حضرت عائشہ صدیقہ رض بموجب اونکے قول لا اقوم الا الیہ کی محضر رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم میں بیان حمد و ثنا و بشر حقیقی خداوند کریم کے واسطے واقع ہوا اور فرمان والدین حضرت
صدیقہ رض ہو براے قیام محضر رسول اللہ میں بیان حمد و ثنا و بشر[ا] مجازی کیواسطے تھا کہ وہ ذات
بابرکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی چنانچہ قسطلانی قومی الیہ کی آگے تحریر فرماتے ہیں
ای لاجل ما بشرک بہ اور حدیث قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے جو نساء انصار
کو دیکھکر قیام واقع ہوا اوس سے بروایت راجح فقط اتنا مفہوم ہوتا ہے کہ اُنپر یہہ ظاہر کرنا
منظور تھا کہ تم سے ہم کو محبت ہے تمہاری خوشی دیکھکر ہم بھی خوش ہوئے ہیں لہذا آپ نے
بتکلف قیام فرمایا کہ طبعاً اضطراراً کما ہو ظاہر من شرح فتح الباری حیث قال قولہ فقام ممتنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٥) ش دیکھا آنحضرت نے چند عورتوں اور لڑکوں کو قبیلہ انصار سے آتے ہوئے ایک شادی میں سے کھڑے
ہوگئے آپ انکی خوشی کے ساتھ خوشی ظاہر فرمانیکو چنانچہ شرح توشیح میں ہے کہ اُنکے ساتھ خوشی ظاہر کرنیکو بطور مہربانی کے کھڑے
ہوگئے چنانچہ بعد قیام کے فرمایا۔ اللہم انتم من احب الناس الیَّ یعنے تم لوگ مجھ کو سب سے پیارے ہو لہذا تمہاری خوشی سے
میں بھی خوش ہوا اور بغرض ظاہر کرنے اسی خوشی کے کھڑا ہوگیا ١٢ منہ عفی اللہ عنہ * یعنے حضرت عائشہ رض۔
ش یعنی کوئی ایسی حدیث نہیں جو اس قسم کے قیام کو منع کرے ١٢ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ واستاذیہ ١٢
[ا] مبشر کہتے ہیں اوس شخص کو جو کوئی خوشخبری پہنچاوے ١٢ منہ

ای قام قیاما قویا ماخوذ من المنة وهی القوة اشعار الیهم مسرعا مشتاقا فی ذلک
فرحا بهم وقال ابو مروان بن سراج ورجحه القرطبی انه من الامتنان لان من قام له
النبی صلی اللہ علیہ وسلم واکرمه بذلک فقد امتن علیه بشیء لا اعظم منه ونقل
ابن بطال عن القابسی قوله ممتنا ای متفضلا علیهم بذلک فکانه قال یمتن
علیهم بمحبته قال عیاض جاء مهنا ممتثلا یعنی بالتشدید ای مکلفا نفسه بذلک

(ترجمہ) چنانچہ یہ امر ظاہر ہے شرح بخاری شریف سے جس کا نام فتح الباری ہے، کہا شارح نے قوله
فقام ممتنا کے یہ معنے ہوئے کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ نہایت قوت سے اسواسطے کہ ممتنا کا مادہ منت بمعنے قوت
ہے یعنی کھڑے ہوئے آپ انکی طرف جلدی سے انکی خوشی کے ساتھ فرحت ظاہر کر کے بشدت سے اور کہا ابو مروان
بن سراج نے اور اسی کو ترجیح دی ہے قرطبی نے کہ اس کا مصدر امتنان ہے یعنے احسان رکھنا اس واسطے
کہ جس شخص کے واسطے رسول اللہ کھڑے ہوئے اور اکرام کیا آپنے اوس کا ساتھ اس قیام فرحت کے پس بیشک
احسان کیا آپنے اوس پر بہت ہی بڑا احسان اور نقل کیا ابن بطال محدث نے قابسی سے کہ ممتنا کی جو حدیث
میں ہے حاصل معنے یہ ہوئے کہ آپنے اوس پر ساتھ اس قیام کے اپنی مہربانی ظاہر فرمائی گویا احسان کیا آپنے
اُن پر بوجہ محبت کے ساتھ قیام فرحت کے فرمایا قاضی عیاض محدث معتبر نے کہ ایک روایت میں لفظ
ممتنا کی جگہہ حدیث مذکور میں ممتثلا کا لفظ بھی آیا ہے پس اس کے یہ معنے ہوئے کہ اپنے نفس کو تکلیف
دیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے خوش کرنے کو کھڑے ہوئے ۱۲

اور یہ آپ تحریر فرما چکے کہ اس کا کوئی ناسخ نہیں پس مواقع خوشی اور بیان حمد وثنا بشر و
منعم میں خواہ وہ حقیقی ہو یا مجازی بلا تکلف ایسا قیام اب بھی مستحب ومسنون ہوا لہذا
گذارش ہے کہ یا تو فقط یہ تحریر فرمائیے کہ تمہاری تحریر کلیہ درست ہے ورنہ قیام اضطراری
اور بطریق دست بوسی ہونے پر قرینہ لفظی یا کسی شارح کے قول سے مطلع فرمائیے والسلام
علیک آپ کا نیازمند محمد دیدار علی حنفی سہ روضہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ ہجری مقدس

مکتوب جوابی مولانا رشید احمد صاحب سلمہ

از بندہ رشید احمد بعد سلام مسنون آنکہ بندہ کو ایسی تحریر سے معذور فرماویں اور جو آپکے نزدیک

محقق ہے اُسپر عمل فرماویں فقط ۔

اب جب مکاتیب مولانا سے کلیۃً ہمکو یہ اجازت ملگئی کہ جو آپکے نزدیک محقق ہے اوسپر عمل کروا ور بموجب حدیث اتفاقی بخاری شریف یہ قاعدہ کلیہ بھی پایہ ثبوت کو پہونچ گیا۔ کہ بوقت سننے کسی خوشخبری اور بشارت کے ہر یک سننے والے کو جس کے نزدیک وہ بشارت فی الواقع موجب فرحت و سرور ہے کھڑا ہو کر شکریہ بشارت سنانیوالے بخاری کا یعنی جزو اوس بشارت نامہ کو سناوے سنت تقریری ہے علی ہذا مثل حضرت عائشہ رضہ کے کہ انھوں نے بوقت سننے اپنی پاکدامنی کی خوشخبری کے انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قطع نظر کرکے مبشر حقیقی یعنے خداوندکریم کیطرف حضور رسول اللہ میں قیام کرکے شکرادا کیا چنانچہ اس قیام کیطرف سیاق حدیث بھی اشارہ کر رہا ہے اور مولوی رشید احمدؐ صاحب بھی قیام حضرت عائشہ رضہ کا حضور رسول اللہ میں اپنے اول خط میں اقرار کرچکے ہیں خواہ یوں کہو کہ بوقت سننے حضرت عائشہ کے فرمان اپنے والدین کو واسطے کھڑے ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکریہ کو حضرت عائشہ نے استحقاق قیام اور شکریہ کا بشر حقیقی خداوندکریم کے واسطے حضور رسول اللہ میں اقرار کیا بہر نہج اسی طرح اگر کوئی بوقت سننے کسی بشارت کے سنانیوالے سے قطع نظر کرکے اصلی بشارت رساں کا کھڑے ہو کر شکرادا کرے خواہ تنہا ایک آدمی اگر وہ بشارت اوسیکے ساتھ مخصوص ہے مثل بشارت پاکدامنی کے کہ فقط حضرت عائشہ رضہ کے ساتھ مخصوص تھے یا ہزار آدمی اگر وہ بشارت سب کے واسطے برابر یکساں بشارت ہے سنت تقریری ہے اسی طرح مکاتیب مولانا ممدوح سے یہ بھی خوب واضح ہو گیا کہ بموجب حدیث قیام رسول اللہ کی بوقت دیکھنے عورتوں انصار کے کسی شادی سے آتے ہوئے کھڑا ہونا بوقت دیکھنے کسی امر فرحت کے اور کھڑے ہو کر خوشی ظاہر کرنا اور خوشی کرنیوالوں کی صورت بناکر شریک خوشی ہونا سنت فعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ اگرچہ بشارت نزول قرآن ظہور اسلام پیدائش رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بشارتیں ہیں کہ جنکی اظہار فرحت کے واسطے باتفاق اکثر مفسرین کے خود خداوندکریم اپنی کلام واجب التعظیم والتکریم میں یوں ارشاد فرماتا ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک

فلیفرحوا[۱] ھو خیر مما یجمعون یعنے کہدے تو اے محبوب کہ ساتھ فضل اللہ کے جو ظہور اسلام اور نزول قرآن ہے اور ساتھ رحمت اوسکی کے جس سے مراد ذات مطہر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے مومنوں پر لازم ہے کہ خوشی کریں اور اونکی خوشی میں اپنے مال کو خرچ کریں چنانچہ فرمایا ھو خیر مما یجمعون یعنی اس خوشی میں مال کا خرچ کرنا بہتر ہے اُس سے جو وہ جمع کرتے ہیں مگر بشارت ولادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وہ بشارت واجب التعظیم والتفریح ہے کہ اس خوشی کا اظہار اس خوشی کیٹر کر ڈرود پڑھنیوالوں ملائکہ کے ساتھ مشابہت پیدا کرنا۔ اس بشارت کو مولد خوان سے جو بظاہر مبشر مجازی ہے سُنکر مثل حضرت عائشہ رض کے بجانب مبشر حقیقی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ادار شکر ساتھ صلوٰۃ وسلام کے قیام کرنا یا اللہ کو مبشر حقیقی سمجھ کر بجانب مبشر مجازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بسبب رأے والدین حضرت عائشہ رض قیام کرنا اور صلوٰۃ وسلام کے ساتھ شکر بجالانا موجب کمال ایمان بلکہ عین ایمان ہے بخاری شریف کی حدیث صحیح میں وارد ہے قال النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں مؤمن ہوگا کوئی تم میں سے یہانتک کہ ہوجاوں میں اسکو پیارا زیادہ باپ سے اولاد سے تمام آدمیوں سے اور ظاہر ہے کہ جب اونکی خوشیونکی خوشخبریوں کے اظہار اور اونکے شکریہ ادا کرنیمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رض نے حضرت عائشہ رض کے والدین نے قیام کیا شکریہ بجالائی قیام کا امر فرمایا جسکے نزدیک رسول اللہ سب سے زیادہ پیاری ہونگی جو ہمہ تن پابند سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا وہ بشارت رسول اللہ علیہ اظہار فرحت حبیب اللہ سنکر دیکھکر اس خوشی کو سب خوشیوں سے افضل اس بشارت کو ہر دم بشارت تازہ سمجھکر کیونکر شکریہ کھڑے ہوکر نہ بجالاویگا یہ تو وہ خوشی ہے کہ جس خوشی کے شکریہ میں خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] تفسیر کاشفی وغیرہ میں ہے گفتہ اند کہ فضل قرآن ست و رحمت آنکہ ملا اہل آن گردانید یا رحمت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ مؤلف کہتاہے کہ آیہ مذکور قل بفضل اللہ وبرحمتہ میں مراد رحمت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہر لینا موافق ہے احادیث صحیحہ کے چنانچہ حدیث صحیح میں وارد کہ آپنے فرمایا انما انا رحمۃ مہداۃ یعنے سوا اس کے نہیں کہ میں رحمت ہوں ہدیہ دیا گیا۔ فقط منہ عفی عنہ

ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے مسلم شریف میں ہے عن ابی قتادة قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی یعنے حضرت ابو قتادہ رضہ سے مروی ہے فرمایا اونہوں نے کہ سوال کیا گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پیر کے روزہ کی بابت کہ آپ ہر پیر کو کس وجہ سے روزہ رکھتے ہیں فرمایا کہ پیر ہی کے دن اللہ نے مجھ کو پیدا کیا ہے اور پیر ہی کے دن میرے اوپر قرآن مجید نازل کیا گیا ہے بنا برعلیہ قسطلانی رح محدث جو بخاری شریف کے شارح مستند ہیں مواہب لدنیہ کے مقصد اول میں تحریر فرماتے ہیں۔ وارضعتہ ثویبة عتیقة ابی لھب اعتقھا حین بشرتہ بولادتہ علیہ السلام وقد رای ابولھب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک قال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلة اثنین وامص من بین اصبعی ھاتین ماء وذلک باعتاقی ثویبة عتیقة ابی لھب عند ما بشرتنی بولادة النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابن الجزری واذا کان ابولھب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بھذا الفرحة لیلة مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما حال الموحد من امتہ علیہ الصلوٰة والسلام الذی یسر بمولدہ۔ یعنی ثویبہ نے جسنے دودہ پلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لونڈی تھی ابولہب کی کہ اوسنے بمعاوضہ سُنانے ثویبہ کے بشارت پیدائش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسکو آزاد کر دیا تھا بعد مرنے کے جب ابولہب خواب میں دیکھا گیا اور اس کا حال اوس سے پوچھا گیا اس نے کہا دوزخ میں ہوں مگر پیر کو چونکہ خوشی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ میں ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ عذاب میں تخفیف ہوجاتی ہے اور کسی قدر پانی ملجاتا ہے ابن جزری محدث فرماتے ہیں کہ جب ابولہب کافر کو بوجہ خوشی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخفیف عذاب ہو مومن موحد جو رسول اللہ کی شب ولادت کی خوشی کریں ان کا تو کیا ہی کہنا ہے اونکے مراتب کا بیان تو مستغنی بیان سے ہے اب رہا یہ امر کہ جب بشارت ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت بشارت تازہ قابل فرحت تعظیم ہے پھر جب تنہا کبھی پڑھی جاوے یا بالانعقاد مجلس ذکر کیا جاوے بغرض ادا رشکر جب کیوں

نہیں قیام کیا جاتا تخصیص مجالس میلاد ہی کیا ہے تو ہم اوسکے جواب میں کہہ سکتے ہیں کہ اگر
کوئی کسی امر مستحب کو گھر کرے مسجد میں نکرے مثلاً نوافل چاشت گھر پڑھے مسجد میں نہ پڑھے
یا ہزار یا پانسو کے ساتھ میں کرے۔ اکیلا نکرے یا تنہا بھی کرے اور سب کے ساتھ میں بھی
کرے اس میں کوئی مواخذہ نہیں کر سکتا کس واسطے مستحب کا حکم ہی یہ ہے کہ جو کرے ثواب
پاوے نکرنے والا ماخوذ نہیں ہاں مجمع میں یا تنہا مستحب کے اہانت کرنے والا عاملین فعل مستحب
کو بدعتی کہنے والا ماخوذ و بدعتی اور فاسق ہوتا ہے[1] علاوہ بریں جو امور واجب ہیں چونکہ ان میں
بھی شارع علیہ السلام نے بغرض رفع حرج تخفیف کی ہے چنانچہ سجدہ تلاوت ہر بار نہیں
ایک جلسہ میں لاکھ بار پڑھو تب بھی ایکبار واجب ہوتا ہے علیٰ ہذا علما نے قیام شکر بہ ذکر ولادت
کو معہ جواز دیگر مواقع معمول مجلس میلاد ہی رکھتا ہے فافہم۔ ہاں البتہ امر مستحب کو اگر کوئی عقیدہ
واجب سمجھ لیگا یا ایسا معاملہ اس مستحب کے ساتھ ظاہر کرے کہ جس سے وہ مستحب واجب اور لازم عقیدہ
سمجھ لیا جاوے بیشک یہ امر مذموم ہے اور اسی طرح اگر کوئی کرتا ہو علماء دیوبند اور مولانا رشید احمد
صاحب نے اپنے فتوی مہری میں جو بجواب استفتاء سکنا رراج کوٹہ تحریر فرمایا ہے اور احقر کے پاس
بجنسہ موجود ہے اور انشاء اللہ اوسکی نقل بھی درج آخر رسالہ کیجاویگی۔ اسی عقیدہ سے کرنے والوں
مجلس میلاد اور قیام وقت ولادت کو منع کیا ہے نہ ان کو جو ان کے پیر طریقت جامع طریقت
و شریعت مہاجر فی سبیل اللہ حضرت مولانا شاہ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کے طریق پر مستحب اور
مستحسن سمجھ کر بغرض ازدیاد ثواب ہمیشہ مجلس میلاد معہ قیام وغیرہ امور فرحت کرتے
ہیں چنانچہ حدیث میں وارد ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے قالت
کانت عندی امراۃ فدخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من ھذہ فقلت
فلانۃ لا تنام تذکر من صلوتھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مہ علیکم
بما تطیقون فواللہ لا یمل اللہ حتی تملوا قالت وکان احب الدین الیہ الذی

---

[1] بخاری شریف میں ہے۔ من قال لاخیہ المسلم یا کافر فقد باء بہا احدہما فان کان کما قال والا رجعت علیہ۔ یعنی جسنے کہا اپنے مسلمان بھائی کو کافر اگر سچ کہا دونوں میں وہ ایک جسکو کہا کافر ہوگا ورنہ کہنے والے پر قطعاً کفر عود کریگا ۱۲ منہ [2] اور احادیث صحیحہ معہ افضل عبادت شروح بھی اپنے رسالہ رسول الکلام میں بسط کے ساتھ لکھی ہیں فلینظر ثمہ۔ منہ عفی عنہ

ید ومر علیہ صاحبہ ۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے ایک عورت کا جو اون کے پاس رہتی تہی رات بہر عبادت کرنیکا ذکر کیا آپنے فرمایا نہیں
بقدر طاقت جسقدر نبہ جاوے مناسب ہے ۔ اللہ کسیکو تکلیف نہیں دیتا مگر جب خود آدمی
تکلیف اختیار کرے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ نے کہ حضرت کوا مور خیر میں بہایت زیادہ وہ
طریقہ تھا جو ہمیشہ نبہ سکے چنانچہ کرمانی شرح حدیث ہذا میں لکہتے ہیں کہ ہمیشگی کے یہ معنے ہیں کہ
روزانہ یا ماہوار جو عمل خیر کرنا شروع کردیا ہمیشہ کرتا رہے کہ اکثر ہمیشگی کرنے سے عمل خیر کئے
حصہ زیادہ ہوجاتا ہے اوس عمل سے جو کبھی ہو کبھی نہ ہو۔

نقل اوس فتویٰ کی جس کا ذکر عریضہ اولیٰ میں کیا گیا ہے اور ہمراہ اوسی عریضہ کی ارسال خدمت عالی کیا گیا تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب کوئی جانور
مثل گلہری وغیرہ کے کنوئیں سے پھٹا یا پھولا برآمد ہوا ندریں صورت سارا پانی کنوئیں کا نکالا
جاوے یا فقط دوسو تین سو ڈول پر کفایت کیجاوے جیسا کہ بعض رسائل میں مسطور
ہے باوجود مالدار اور ذی استعداد ہونے اہل محلہ کے اور بوقت متعذر ہونے اخراج
سارے پانی کے سب پانی کیونکر نکالا جاوے اور اگر باوصف علم ضعف روایت ہذا یا
ناواقف ہونے روایت مسطورہ کے تین سو ڈول نکال کر اسی کنوئیں کے پانی سے
باوصف ہونے پانی موجودہ کنوئیں کے چار پانچہزار ڈول وسی سے وضو کیے رہے نماز پڑہتے
پڑہتے رہے وہ نمازیں واجب الاعادہ ہونگی یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب وہو الموافق للصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ و

والسلام علی حبیبہ سید المرسلین وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔ اللھم رب زدنی علما۔ کوئی نجاست کنوئیں میں گر جاوے بقول راجح سارا پانی نکالا جائیگا نہ کہ دو سو تین سو ڈول[1] کما فی الھدایۃ واذا وقعت فی البیر نجاسۃ نزحت وکان نزح ما فیھا من الماء طھارۃ لھا باجماع السلف ومسائل البیر مبنیۃ علی الآثار دون القیاس علی ھذا۔ جب کوئی جانور چھوٹا یا بڑا کنوئیں سے پھٹا یا پھولا برآمد ہو سارا پانی نکالنا چاہیئے جیسے بوقت مرجانے بڑے جانور مثل بکری وغیرہ کے سارا پانی نکالا جاتا ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے[2] وان ماتت فیھا شاۃ او ادمی او کلب نزح جمیع ما فیھا من الماء لان ابن عباس و ابن الزبیر افتیا بنزح الماء کلہ حین مات زنجی فی بیر زمزم فان انتفخ الحیوان فیھا او تفسخ نزح جمیع ما فیھا صغر الحیوان او کبر انتھی۔ اور اگر بوجہ کثرت پانی کے بالکل صاف کرنا متعذر ہو دو عادل آدمیوں کے اندازہ کے موافق جنکو معاملہ پانی میں بصارت ہو پانی موجودہ نکلوا یا جائے بنیاد اکھاڑ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں[3] کما فی در المختار وان تعذرت نزح کلھا لکونھا معینا فبقدر ما فیھا ابتداء النزح قال الحلبی یوخذ ذلک بقول رجلین عدلین لھما بصارۃ بالماء بہ یفتی ھ وقال الشامی شارحہ ھو الاصح کافی ودرر

---

[1] چنانچہ ہدایہ میں ہے اور جب گر جاوے کنوئیں میں ناپاکی سب پانی نکالا جائیگا اور جس قدر اسمیں وقت نکالنے نجاست کے پانی موجود ہے جب وہ نکل جائیگا کنواں پاک ہو جائیگا۔ ساتھ اجماع سلف کے اور کنوئیں کے مسائل قول و فعل صحابہ کرام پر مبنی ہیں ان مسائل میں قیاس کو قطعاً دخل نہیں ہے۔ [2] اور اگر مرجاوے کنوئیں میں بکری یا آدمی یا کتا جس قدر پانی اسمیں موجود ہے سب نکالا جائیگا اسواسطے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضنے فتوی دیا تھا سب پانی موجود نکالنے کا جب چاہ زمزم میں ایک حبشی گر کر مر گیا تھا پس اگر پھٹ جاوے کوئی جانور کنوئیں میں یا پھول جاوے سب پانی موجودہ نکالا جاویگا خواہ چھوٹا جانور ہو یا بڑا۔ فقط [3] در مختار میں ہے اور اگر سب پانی نکالنے سے لوگ معذور ہوں اور بنیاد اکھاڑ پانی نہ نکال سکیں بوجہ چشمہ دار ہونے کنوئیں کے تو جس قدر وقت نکالنے کے پانی موجود ہو سب نکالیں یہی قول حلبی کا ہے اور اس کا دو مرد مسلمان عادل جو پانی کے اندازہ سے ماہر ہوں اندازہ کرا لیا جائے۔ اسی پر فتوی ہے شامی شارح در مختار فرماتے ہیں۔ یہی قول اصح لکھا ہے کافی اور درر میں اور اسی روایت کو صحیح اور مفتی یہ لکھا ہے ابن کمال نے اور مختار نے بیان کیا ہے اسی کو معراج میں۔ اور صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ قول موافق ہے آدس مضمون کے جو قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

وهو الصحیح وعلیہ الفتویٰ ابن کمال وھو المختار معراج وھو الاشبہ بالفقہ ھدایہ ای الاشبہ بالمعنی المستنبط من الکتاب والسنۃ ھ اور چونکہ یہ قول کتاب وسنت یعنی قرآن اور حدیث کے موافق ہے اور روایت دو سو ڈول کی اس کے مقابلہ میں غیر معتبر ہے یا ماؤل اور مقید با بار بغداد لہذا صاحب ہدایہ نے صراحت کردی فقال[۱] کانہ بنی قولہ علی ما شاھد فی ابار بغداد[۲] اور صاحب درمختار نے روایت دو سو تین سو ڈول کو بعد بیان روایت مذکورہ کے یہ لفظ قیل جو ضعف روایت کی طرف اشارہ ہے۔ نقل کیا حیث[۳] قال وقیل یفتی بمائتین الی ثلثمائۃ اور بحر شامی نے شرح لفظ قیل میں خوب ہے تردید اور تضعیف روایت مذکورہ دو سو ڈول کے بعد بیان اقوال مختارین روایت ہذا کی ہے چنانچہ شامی میں ہے :-

قولہ قیل جزم بہ فی کنز والملتقی وھو مروی عن محمد وعلیہ الفتوی خلاصہ وتاترخانیہ عن النصاب وھو المختار معراج عن العتابیہ وجعلہ فی العنایۃ روایۃ عن الامام وھو المختار والایسر کما فی الاختیار وافاد فی النھر ان المائتین واجبتان والمائۃ الثالثہ مندوبۃ فقد اختلف التصحیح والفتوے وضعف ھذا القول فی الحلیۃ وتبعہ فی البحر بانہ اذا کان الحکم الشرعی نزح الجمیع فالاقتصار علی عدد مخصوص یتوقف علی دلیل سمعی یفیدہ واین ذلک بل الماثور عن ابن عباس و ابن الزبیر خلافہ حین افتیا بنزح الماء کلہ حین مات زنجی فی بیر زمزم واسانید ذلک الاثر مع دفع ما اورد علیہا مبسوطۃ فی البحر وغیرہ قال فی البحر وکان المشائخ انما اختاروا ما عن

---

[۱] پس فرمایا بعد بیان روایت دو سو ڈول کے کہ یہ فتویٰ امام محمد رحمہ اللہ کا اس وجہ سے ہے کہ بغداد کے کنوئیں میں اتنا ہی پانی انھوں نے مشاہدہ کیا ہے۔

[۲] چنانچہ غنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ بغداد کے کنووں میں دو سو ڈول سے زیادہ پانی نہیں ہوتا۔

[۳] چنانچہ کہا اور فتویٰ دیا گیا ہے دو سو ڈول پر تین سو تک +

محمد لانضباطه كالعشر بعشر لكمام قلت لكن هو ويأتي ان مسائل الآبار مبنية على الآثار على انهم قالوا ان محمدًا افتى بما شاهد في آبار بغداد فانها كثيرة الماء وكذا ما روي عن الامام من نزح مائة في مثل آبار الكوفة لقلة مائها فيرجع الى القول الاول لانه تقدير ممن له بصارة وخبرة بالماء في تلك النواحي لا لكون ذلك لازمًا في آبار كل جهة والله اعلم (ترجمہ)

یہ جو درمختار میں ہے کہ بعض کا فتوی دوسو ڈول کی روایت پر ہے ایسا ہی کنز میں ہے اور ملتقی الابحر میں اور یہ قول امام محمدؒ کا ہے اور صاحب خلاصہ لکھتے ہیں کہ اسپر فتوی ہے اور ایسا ہی تاتر خانیہ میں ہے بموافقت نصاب اور بموافقت عتابیہ صاحب معراج اس قول کو مختار لکھتے ہیں اور عنایہ میں اس روایت کو امام کی طرف منسوب کر کے مختار لکھا ہے اور موجب آسانی بحوالہ کتاب الاختیار اور نہر الفائق میں ہے کہ دوسو ڈول نکالنا واجب ہے اور تین سو مستحب صاحب شامی فرماتے ہیں کہ مفتی بہ ہوتی روایت دوسو ڈول اور کل پانی میں ان کتابوں سے معلوم ہوا کہ اختلاف ہے مگر دوسو ڈول کی روایت کو صاحب حلیہ اور بحر الرائق نے اس دلیل کے ساتھ ضعیف لکھا ہے کہ جب احادیث صحیحہ سے سب پانی نکالنا ثابت ہے پھر دوسو ڈول پر کفایت نہیں کر سکتی جب تک کسی حدیث قوی سے اوس کا ثبوت نہو جاوے اور حدیث کیا کسی دلیل شرعی سے اُس روایت کا ثبوت نہیں بلکہ حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ اور حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ سے اس کے برخلاف ثابت ہے کہ ان دونوں صحابہ نے سارا پانی نکالنے کا حکم دیا تھا جب ایک حبشی چاہ زمزم میں مر گیا تھا اور اس حدیث کی سند میں جو اعتراض بعض نے کئے ہیں ان کے جواب مفصل بحر الرائق وغیرہ میں لکھے ہیں اور بحر الرائق میں ہے کہ بعض مشائخ امام محمدؒ کی روایت کو بطریق اندازہ کے اس طرح قبول کرتے ہیں جیسے دہ در دہ کے اندازہ کو حوض میں بلغرض آسانی شامی لکھتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ پہلے بھی گذر چکا ہے اور آیندہ آویگا کہ کنوئیں کے مسائل مبنی احادیث پر ہیں علاوہ بریں وہی مشائخ فرماتے ہیں کہ امام محمد کا فتوی بغداد کے کنوؤں کے پانی کے اندازہ کے موافق تھا۔ کہ ان میں چشمہ دار پانی بہت تھا گو موجود کم ہو اور اسی طرح امام صاحب کا فتوی کوفہ میں سو ڈول کا وہاں کے اندازہ کے موافق بوجہ کم ہونے پانی کے پس دونوں قول کا مآل اسی اول قول کیطرف ہو گیا

کہ کل پانی موجود ان آدمیوں کے اندازہ سے نکلوا دیا جائے۔ جو اس شہر کے پانی کے اندازہ سے واقف ہیں نہ یہ کہ ایک شہر کے اندازہ کے موافق سب شہروں کے کنوؤں میں یکساں فتوی لازم ہو جائے۔)

اور جب بصورت عدم تاویل و تقیید مرجوح ہونا روایت ہٰذا کا یا حسن جیسے معلوم ہو پھر فتویٰ دینا روایت مرجوح پر باوجود موجود ہونے قول قوی مدلل کے جہالت ہے اور خرق اجماع[۱] کما فی در المختار والحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع قال الشامی فی شرحہ قولہ بالقول المرجوح کقول محمد مع قول ابی یوسف رض اذا لم یصحح ولم یقو وجہہ اور جب مقید یا غیر معتبر ہونا روایت دہ در دہ و تین سو ڈول کا بخوبی معلوم پھر جن لوگوں نے باوصف علم عدم اعتبار روایت مذکور اوس پانی سے غسل اور وضو کر کے نماز پڑھی گنہگار ہوئے۔ اور وہ سب نمازیں واجب الاعادہ ہوئیں بوجہ علم نجاست آب بوجہ عدم اعتبار روایت دہ در دہ و ڈول واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ العبد الضعیف محمد دیدار علی الرضوی الحنفی۔

صح الجواب	المجیب مصیب	جواب بہت صحیح ہے بلکہ اصح ہے	جواب صحیح ہے
محمد کرامت اللہ خان دہلوی	محمد عبد الرحیم مفتی راج الور	ابو محمد عبد الرحمن پنجابی ثم الالوری	محمد دلاور علی حنفی

واضح ہو کہ مولانا کرامت اللہ صاحب مد ظلہ نے جو فی زمانہ آفتاب دہلی ہیں اور مقتدا و استاد بڑے عالموں کے جو مدرسہ حسین بخش پنجابی واقع دہلی کے واعظ ہیں اس فتوی کی تائید میں معہ مہر مولوی جمیل صاحب چونکہ بہت بڑا فتویٰ مرتب فرما کر بھیجا تھا لہذا بغرض اختصار کے کہ رسالہ بہت دراز نہ ہو جائے انکے دستخط پر فقط کفایت کی گئی فتویٰ میرے پاس موجود ہے فقط یہ دستخط مولانا عبد الرحمن صاحب قاری و محدث پانی پت کے ہیں جو شاگرد رشید مولانا شاہ اسحاق علیہ الرحمۃ کے ہیں۔ یہ جواب سب صحیح ہیں مختصر یہ کہ تفسخ حیوان سے جب کل

---

[۱] چنانچہ در مختار میں ہے اور حکم اور فتوی دینا ضعیف قول پر جہالت ہے اور مخالفت اجماع کی شامی قول ضعیف کی مثال میں فرماتے ہیں کہ جیسے قول امام محمد پر فتوی دینا بمقابلہ امام ابو یوسف کی بلا بیان دلیل کے۔

پانی نجس ہو جائے تو بصارت اہل بصیرت پر اعتماد کیا جاوے کہ پانی جدید کوسے ہیں ظاہر ہو جائے یا تخمینہ کرکے اس قدر پانی نکال دیا جاوے واللہ اعلم بالصواب ؎

عبد الرحمن پانی پتی عفی عنہ
بقلم عبد السلام انصاری عفی عنہ
تحریر ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۰۳ھ یوم چہارشنبہ

یہ فتوی حسب بخدمت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ہمراہ عریضہ اول بھیجا گیا فتوی بلا مہر واپس فرمایا لہذا نقل بقیہ اوس مکتوب مولانا کی جو متعلق اس فتوی کے ہے نقل کیجاتی ہے اور بعدہٗ جو جواب استفتاء مسئلہ پر ہمراہ عریضہ مذکورہ تحریر فرمایا ہے مع مضمون استفتاء تحریر ہوتا ہے از بندہ رشید احمد بعد سلام مسنون آنکہ آپکا مکرمت نامہ پہنچا در باب تطہیر چاہ آپ کے باب میں وسعت بہت مناسب ہے۔ بلکہ ضروری ہے ورنہ بہت حرج ہو جاتا ہے چونکہ بہت علما کا فتوی اسپر بھی ہو چکا ہے اور تمام پانی نکالنے میں دقت اور دشواری ظاہر ہے اگرچہ بعض جگہ سہل ہو اور احکام شرع عموم پر ہوتے ہیں تو سہولت کی روایت پر فتوی دینا اور عمل کرنا بہتر ہے اور ہمارے دیار کے چاہ کثیر الماء ہیں گمان کرتا ہوں کہ الور کے کنوئیں بھی ایسے ہی ہوں تو فتوی امام محمد رحمۃ اللہ کا ایسے ہی چاہ میں دو صد ڈول کا ہے چنانچہ آپ شامی سے آخر عبارت نقل فرماتے ہیں اور قلیل الماء چاہ عرب پیارکے ہونے میں بعض چاہ دہلی میں بھی بندہ نے ایسے دیکھے کہ پانی اون کا موجود قدر دو سو تین سو ڈول کا ہوتا ہے سو اس میں تمام آب نکالنا دشوار نہیں ہوتا بندہ نے مدرسہ دار البقاء دہلی کے چاہ کو دیکھا اور تجربہ کیا کہ وہ ناپاک ہوا تو اسیقدر ڈول نکالے پھر اس قدر پانی اوس میں رہا کہ ڈول اس میں نہیں ڈوبا بعد دو تین پہر کے اس میں پانی پھر جمع ہوا اور دوسرے دن پانی مثل سابق ہو گیا تو شامی یہ توفیق کرتا ہے کہ تمام آب کے نکالنے اور دو صد ڈول میں توفیق حاصل ہے پس آپ بھی دو صد ڈول پر فتوی اگر دیں اپنے ممالک میں تو قطع نظر سہولت کے مدعی داصل ہے اور پھر امام صاحب کوئی تحدید نہیں فرمانے مدائے مبتلی بہم پر چھوڑتے ہیں اگر

کسی کو یہ ظن ہو جاوے کہ دوسو ڈول سے کم ہی ہیں سب پانی موجود نکل گیا ہے تو اسکے نزدیک تو چاہ پاک ہو گیا الحاصل پانی کے باب میں وسعت ضرور ہے اور چاہ کے مسائل میں اسقدر تنگی صعوبت سے خالی نہیں اسیواسطے صاحبین کے مذہب پر فتوی دینے میں اس قدر شبانہ روزہ کی نجاست میں تمام فرش وظروف مسجد ومحلہ ناپاک ہوتے ہیں اور ثواب اور حیص جس شے کو رطوبت لگے اور یہ خشک رطب شئے کو لگا سب نجس ہوتا ہے تو سخت دشواری ہے۔ فقط والسلام۔

نقل استفتاء مرسلہ ہمراہ عریضہ اولی معہ جواب مولانا صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں باب کہ قیمت قربانی کی کھالوں کی تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر کسی کنوئیں سے مثل گلہری چوہے کے پھٹا یا پھولا جانور برآمد ہو تو کئے روزہ کی نماز پھیری جاوے اور اگر باوصف علم صحت روایت سارے پانی نکلنے کے اور ضعف اور مرجوحیت دوسو تین سو ڈول کے چند آدمی ضداً دوسو ڈول نکلوا کر اوسی پانی سے نماز ادا کرتے رہیں اون کو ان ایام کی نماز اعادہ کرنا لازم ہے یا نہیں بینوا توجروا۔ **الجواب من مولانا رشید احمد صاحب**

قیمت جلد ضحیہ کا صدقہ کر کے فقیر کو مالک کرنا واجب ہے مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا درست نہیں ہے مگر کسی فقیر کو اگر مالک کر دیوے اور فقیر اسکو اپنی طرف سے تعمیر مسجد میں صرف کرے تو درست ہے فقط اور چاہ کے مسائل میں اسقدر تنگی بہت دشوار ہے دوسو ڈول کی روایت کو مرجوح لکھنا لائق نہیں کہ متن کی روایت ہے خصوصاً حرج اور تنگی ہیں کہ پانی کی طہارت ہندوستان اور عرب میں حسب قاعدۂ نجاست واخراج تمام پانی کے بہت سخت اور دشوار ہے الدین یسر کے موافق سہولت کی روایت وقت تنگی کے لینا منع نہیں اور دوسو ڈول کے عامل پر الزام نہیں ہو سکتا حنفیہ کو۔

حررہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

نقل اس عریضہ خاکسار کی جو بطریق استفتا بغرض دفع چند مشکلات لا ینحل کے جو بصورت تعمیل فتوی اور نامہ نامی مولانا کے لازم آتی ہیں بخدمت مولانا ممدوح روانہ کیا گیا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

از فقیر حقیر محمد دیدار علی الحنفی بعالیخدمت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سلمہ۔ وعلیکم السلام
نامہ گرامی شرف صدور لایا نہایت ہی ممنون و مشکور فرمایا شوق ملاقات کو دوچند بڑھایا مگر
خفی یہ ہے کل امر مرہون باوقاتہا امیدوار ہوں کہ تا حصول ملاقات اوقات خاصہ میں عاجز سے
محروم نہ رکھیں المدعا جناب کی تحریر سامی ہم جیسے معتقدین اور آپکے مقلدین کو تو کافی ہے مگر
مخالفین خصوصاً غیر مقلدین کی جوابدہی کیواسطے اولاً ہم کو اپنا اطمینان کرنا ضرور ہے وہ کہتے
ہیں کہ بصورت تقلید بھی ایسی صورت میں کہ جب روایت بے دلیل پر بلا لحاظ فتوی و
رسم المفتی[1] فتوی دیا جاوے کئی قباحت لازم آتی ہیں ایک ترک اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ
دوسرے باوصف تقلید شخصی ائمہ مجتہدین بلا قاعدہ و ضابطہ اپنی رائے کے موافق مطلق
العنانی حاصل جب چاہا روایت قوی مدلل پر فتوی دیا جب جی میں آیا روایت ضعیف
بے اصل پر حکم دیا تیسرے لزوم اس امر کا ائمہ دین مجتہدین سے ایک مسلک ایک مذہب
نہیں کوئی امام ایک ہی مذہب کا سارا پانی نکلوائے کوئی دو سو ہی ڈول پر بلا دلیل اڑ جاوے
کہیں خود امام ہمام امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان سے بموجب روایات صحیحہ حضرت عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہ و عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اشارے پانی نکالنے کا جب زمزم متبلی ہم یعنی اوس شہر کے
دو آدمی عادلوں کے اندازہ پر فتوی دیں کہیں کوفہ میں سو ہی ڈول پر کفایت کریں ایک امام
ایک ہی مذہب کا شراب مثلث[2] کو حرام کہے دوسرا امام منصف[3] کو حرام کہے مثلث کو
حلال فرماوے تیسرے امام اوسی ایک مذہب کے آب انگور میں جھاگ اٹھتے ہی حرمت

---

[1] قاعدی فتوی دینے کے باب رسم المفتی سے آگے نقل کئے گئے ہیں ۱۲ منہ عفی عنہ
[2] مثلث اس انگور کے پانی کو کہتے ہیں جس میں جوش دیکر تہائی جلا دیا جاوے ۱۲ منہ عفر اللہ لہ
[3] منصف اس انگور کے پانی کو کہتے ہیں جسکو جوش دیکر آدھا جلا دیا جائے ۱۲ منہ غفر لہ ولوالدیہ

کا فتوی دیں لہذا جو شامی نے اکثر مطابقت اقوال بیان کئے ہیں ان سے پورا اطمینان

۵۱ واضح ہو کہ شامی وغیرہ کتب معتبرہ سے یہ امر خوب واضح ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کا کوئی
قول مخالف آیہ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پایا جاتا۔ اور اسی وجہ سے تمام
بڑے بڑے شاگرد امام اعظم رحمہ اللہ کے جن کے بعض اقوال کتب فقہ میں بظاہر مخالف قول امام اعظم رحمہ اللہ
معلوم ہوتے ہیں سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے کوئی قول مخالف قول اپنے استاد امام اعظم رحمہ اللہ کے
نہیں کیا بلکہ جو کوئی قول بظاہر مخالف معلوم ہوتا ہے کچھ نہ کچھ صورت موافقت رکھتا ہے چنانچہ عنقریب
یہ امر مفصلا معلوم ہوگا اس واسطے کہ پابندی قرآن و حدیث میں مرتبہ امام اس درجہ بڑھا ہوا ہے کہ اگر آدمی
کو ذرا سی بھی قابلیت ہوگی یقینا جانسکتا ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کا کوئی بھی قول مخالف قرآن اور حدیث
اور اقوال و اعمال صحابہ کرام ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا چنانچہ دیکھو جو کہ مسلک امام اتباع قرآن اور
احادیث اور تحقیقات مسائل میں اس حد کو پہونچا ہوا ہے کہ شاید ہی کوئی اور امام کی برابر امام کے
مرتبہ علم اور تحقیقات اور اتباع احادیث میں نکلے کما ہو مذکور فی التواریخ المعتبرۃ وکتب الشوافع
والحنفیہ یعنی یہ امر معتبر تاریخوں اور حنفیہ اور شافعیہ وغیرہ کی کتابوں میں اچھی طرح ذکر کیا گیا ہے
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مسلک امام اتباع احادیث اور آثار میں تو یہ ہے۔ کہ بمقابلہ اس حکم کے
جو کہ حدیث سے صراحتہ ثابت ہو گو ایسی ہی حدیث سے ہو کہ جو کمال صحت کو نہیں پہونچی اس حکم پر فتوی
نہیں دیتے کہ جو بطریق قیاس دوسری حدیث صحیح سے نکلتا ہے اور تقوی اور پرہیزگاری اور تحقیقات
مسائل میں باوجود کمال پرہیزگاری و اتباع قرآن اور حدیث کے بار بار اپنے برتاؤ میں یہ امر ظاہر
فرماتے ہیں کہ حتی الوسع ہم نے کوئی قول مخالف قرآن اور حدیث کے نہیں کیا چنانچہ مسند خوارزمی اور میزان
شعرانی سے منقول ہے کہ امام صاحب کے ہزار شاگردوں میں سے چالیس شاگرد جو مرتبہ اجتہاد کو پہونچ
گئے تھے جب تک ہر مسئلہ میں بموجب قرآن اور حدیث کے امام صاحب اُن چالیسوں کے ساتھ معہ بیان
تمام آیات اور احادیث اور اقوال صحابہ کے جو اس مسئلہ کے متعلق تھے۔ مناظرہ اور مشورہ ایک
ایک مہینے نہیں کر لیتے تھے اور جب تک قول آخر قرار نہیں پالیتا تھا اس وقت تک اس مسئلہ کو درج کتاب
نہیں کرواتے تھے اور پھر باایں ہمہ فرماتے تھے کہ اگر تم کو ذرا بھی میرے قول میں مخالف حدیث کے معلوم
ہو اوسکو پتھر سے مار و جس طرح کھرے سونے والا بار بار یہ کہتا ہے کہ میرے سونے کو پگھلاؤ کسوٹی پر لگاؤ
تیزاب میں ڈال کر دیکھ لو۔ اگر ذرا بھی ناقص ہو پھینک دو کھوٹے سونے والا کبھی ایسا نہیں کہتا
وہ تو چھپا کر دھوکہ سے بمشکل رواج دیتا ہے۔ مگر افسوس اس زمانہ کے کور باطن اس قول سے کیسے
کیسے اپنی باطل نفسانی خواہشوں کو رواج دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو لوگ مرتبہ امام کو جانتے تھے کمال اتباع
کتاب اور سنت اور تقوی اور پرہیزگاری امام کو پہچانتے تھے قسمیں کھاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم نے

(القصہ حاشیہ صفحہ ۲۱)

ہو جاتا تھا اور اُن کو جواب دینے میں بہت گنجائش تہی چنانچہ مطابقت ان قولوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) کوئی قول مخالف قول امام کے نہیں کیا اور کیوں کریں جب بولنے کی ضرورت ہی نہ رہی بولنا عبث ہے (شعر) ، دو چیز تیرہ عقل ہست دم فروبستن ،، بوقت گفتن گفتن بوقت خاموشی ،، صاحب شامی کتاب الخیایات والوالجیہ اور آخر حاوی قدسی سے نقل فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے شاگردان امام سے جن کو پایہ قوت اجتہاد کا حاصل تھا اور جن کو مجتہد فی المذہب کہتے تھے مروی ہے کہ سب باتفاق سخت قسمیں کھاتے تھے کہ ہم نے کوئی قول مخالف قول امام کے نہیں کیا انتہی ترجمہ باوجودیکہ عقد الجید وغیرہ کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ مجتہد مطلق جیسے امام شافعی رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ اس مرتبہ کے آدمی کو کسی کی تقلید جائز نہیں مگر مجتہد فی المذہب کو ترک تقلید جائز ہے اور تقلید کرنا مستحب ہے چنانچہ جتنے نقول علمائے فحول عقد الجید میں حرمت تقلید یا تقلید کے چھوڑنے کے جواز میں منقول ہیں ان روایتوں کی آخر میں ضرور شاہ صاحب نے لکھدیا ہے کہ یہ روایتیں اون لوگوں کے شان میں ہیں جو مجتہد مطلق مثل امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں یا اون لوگوں کی شان میں ہیں کہ جو مجتہد فی المذہب مثل یحیی بن یحیی علیہ الرحمۃ شاگرد امام مالک علیہ الرحمۃ یا امام محمدؒ و زفر رحمہما اللہ شاگردان امام اعظم ہیں یہی وجہ ہے کہ کتب معتبرہ فقہ میں لکہا ہے کہ جسکو ادراک قوت اور ضعف دلائل پر قوت نہیں اوسکو بقایا اوس قول کے جو امام صاحب کی طرف حقیقتہً منسوب ہے کسی دوسرے قول پر جو بظاہر کسی شاگرد امام کی طرف منسوب ہو فتوی دینا درست نہیں اور یہی وجہ ہے کہ شاگردان ہر چہار امام سے اتبک جمیع علمائے محققین کا اجماع اور اتفاق چلا آتا ہے لزوم اور وجوب تقلید شخصی ہر امام پر اوس شخص کو جس نے مرتبہ علم اور پرہیزگاری اپنے امام کو بذاتہ خود دریافت کر کے یا علمائے محققین سے سنکر تقلید اوس امام کو اختیار کر لیا چنانچہ عقد الجید میں مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں تو ہر شخص پر فقط تقلید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے واجب ہے اس واسطے کہ یہاں نہ دوسرے مذہب کے علما نہ دوسرے مذہب کی کتاب بخلاف حرمین مکہ میں مکہ اور مدینہ کے کہ وہاں پر مذاہب اربعہ میں سے جسکی چاہے اور جس امام کے زیادہ محقق اور پرہیزگار ہونے پر عقیدہ جم جاوے اسی کی تقلید اپنے ذمہ لازم کر لے انتہی - ترجمہ اس واسطے کہ ہر ایک امام کے شاگردوں اور مقلدوں سے اتبک یہی بات چلی آتی ہے اور اسی پر اتفاق اکثر امت مرحومہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا ہوتا ظاہر اور باہر ہے کہ بعد التزام تقلید کسی امام کے اوس امام کی تقلید کو واجب اور ضروری سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں - چنانچہ بروایت حاوی قدسی اور والوالجیہ سے قسمیں کہانا شاگردان امام کا اس امر پر صراحتہً دال ہے اور اسی طرح دوسرے آئمہ کی تقلید کے بارہ میں انکے معتقدین اور مقلدین کے اقوال منقول ہیں چنانچہ بستان المحدثین میں مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ یحیی بن یحیی شاگرد امام مالک علیہ الرحمۃ جمیع مسائل

کی جو اسی مسئلہ کتوئیں میں جسکی تحقیق ہو رہی ہے جو کچھ معتبر کتابوں سے سمجھ میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱) میں تقلید امام مالک علیہ الرحمۃ کرتے تھے مگر چار مسئلوں میں ابن سعد مصری کی اسواسطے
کہ مجتہد فی المذہب تھے کہ ایسے شخص کو ترک تقلید جائز ہے لیکن بایں ہمہ بوجہ اتفاق اہل اسلام کے تقلید
شخصی پر اس وقت کے اہل اسلام اونپر انکار کرتے تھے اور مطعون رکھتے تھے علی ہذا بلکہ اگر غور سے
دیکھا جاوے تو زمانہ صحابہ سے آجتک یہ امر ظاہر ہے کہ صحابہ اور تابعین بھی جس کسی مسئلہ میں کسی
صحابی فقیہ کی تقلید کر لیتے تھے پھر اس مسئلہ میں دوسرے کی تقلید ایک واقعہ خاص میں نہیں کرتے
تھے ہاں البتہ بوجہ نہ مدون ہونے کتابوں کے اور نہ پائے جانے جواب تمام ضروریات مسائل کے ایک
فقیہ خاص سے ہر ایک فقیہ سے پوچھنے کے مجاز تھے نہ یہہ کہ اس زمانہ کے فرقہ نو حادث کی طرح ہر ایک
اپنی رائے کا پابند تھا۔ جب کتابیں جمیع مسائل کی ان چاروں مجتہدوں نے مدون (بمعنے جمع) کرلیں
اتفاق امت تقلید شخصی ایک امام پر ہوتا چلا آیا گو بعض اس اتفاق میں شروع شروع میں نہ شریک
ہوئے ہوں بوجہ نہ سمجھنے دلیل اور مصلحت اوس اتفاق کے جس طرح قرآن مجید کے اس صورت پر
جمع کرنے میں شروع حالت میں بعض صحابہ کا انکار منقول ہے یا اب کوئی جان بوجھکر خواہ غفلت
سے خواہ عناد سے نہ شریک ہو مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت کے دفع نزاع
کو کہ جب اکثر امت ایک طرف ہو اور بعض افراد امت کسی زمانہ میں ایک طرف صراحتہً فرمادیا کہ
میری امت کبھی گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی اور جب کبھی تم میں کسی مسئلہ میں اختلاف واقع ہو پس تابعداری کرنا
بڑی جماعت کی یہہ ترجمہ حدیث ابن ماجہ کا ہے اور بموجب تفسیر دوسری حدیث صحیح کے بڑی جماعت
سے مراد وہی جماعت ہے جدہر کثرت آدمیوں کی ہو تم میں سے نہ مثل فعل ہر زید و عمر نام کے محمدی
اپنی اپنی رائے کے پابندوں کے کہ مراد بڑی جماعت سے وہ لوگ ہیں جو مرتبہ میں بڑے ہوں
چنانچہ منتخب کنز العمال میں ہے معجم کبیر طبرانی سے بروایت حضرت معاذ اور نیز مشکوۃ میں ہے مسند
امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالے عنہ سے بہیں الفاظ بعینہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالے
عنہ سے انہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب
الغنم یأخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ
والعامۃ یعنی حضرت معاذ رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک
شیطان بھیڑیا آدمی کا ہے مثل بھیڑئیے بکری کے پکڑتا ہے تنہا چلنے والے کو گلے سے اور اوپر چڑہنے
والے کو ایک طرف ہونے والے کو اور بچاؤ اور لازم پکڑنا جماعت عام اہل اسلام کو اور نیز منتخب میں ہے
معجم کبیر طبرانی سے بروایت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا من عمل للہ فی الجماعۃ قبل اللہ منہ وان اخطا غفر لہ ومن عمل یبتغی الفرقۃ
فاصاب لم یتقبل اللہ منہ وان اخطأ فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنے جس نے عمل کیا اللہ کے
واسطے جماعت اہل اسلام کے طریق پر قبول کریگا اللہ اوس سے اور اگر خطا کریگا جماعت کے ساتھ میں

آتی ہے وہ یہ ہے کہ بغداد کے کنوؤں میں محمد رحمۃ اللہ نے جو دو سو ڈول کا فتویٰ دیا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲) اللہ تعالے اوسکو بخشیگا اور جس نے عمل کیا تفرقہ کے واسطے مخالف جماعت کے اور اوس عمل میں موافق امر حق بھی رہا بوجہ مخالفت جماعت اللہ اوسکو قبول نہیں کرتا اور اگر خطا کی تو جگہہ اپنی دوزخ میں ڈھونڈھ لی اور مسند امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ میں ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اثنان خیر من واحد وثلاثۃ خیر من اثنین واربعۃ خیر من ثلاثۃ فعلیکم بالجماعۃ فان اللہ تعالیٰ لن یجمع امتی الا علی ھدی یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو بہتر ہیں ایک سے اور تین بہتر ہیں دو سے اور چار بہتر ہیں تین سے پس لازم پکڑو جماعت کو اس واسطے کہ ہرگز جمع نہ ہوگی امت میری مگر ہدایت پر اور ان احادیث کی قوت اور صحت پر علاوہ کثرت طرق کہ بہت سی سندوں سے یہی مضمون اکثر احادیث سے ثابت ہے شاہد ہے قرآن مجید چنانچہ پارہ پنجم کے آٹھویں رکوع میں جناب اللہ جل شانہ نے اپنی راے سے خدا تعالےٰ اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے اخبار اور احکام کو بغیر قوت استنباط و سمجھنے اور نکالنے مصالح حکموں کے بیان کرنے والوں کو جھڑکنا ہی فرمایا ہے ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم یعنی یہ لوگ اگر ان احکام کو جنکی حکمت مصلحت موقع خود نہیں سمجھ سکتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف یا اصحاب نقاہت اور سمجھ کی طرف جو انمیں ہیں پھیرتے بیشک جنکو قوت استنباط احکام کی آیت حدیث سے اور مصالح اور موقع سمجھنے کے ہی اسکو جان لیتے ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا یعنی اگر اللہ کا فضل تم پر اور اسکی رحمت نہوتی تو البتہ تم اکثر تابعدار شیطان کے ہوجاتے مگر تھوڑے صاحب تفسیر رحمانی حضرت مخدوم علی مہائمی علیہ الرحمۃ وغیرہ محققین مفسرین و محدثین تفسیر آیہ مذکور میں تحریر فرماتے ہیں لعلمہ ای التدبر فیہ الذین یستنبطونہ فمنھم المجتھدون فی استنباط وجوہ التوفیق ولولا فضل اللہ مع الکفرۃ المختالین وحیرتکم فی مواضع توھم الاختلاف الا قلیلا یعنی اوسکی موافقت کا قاعدہ جو آیات بظاہر مختلف معلوم ہوتی ہیں مجتہد لوگ جان لیتے اور اگر اللہ کا فضل اور رحمت تمپر ساتھ بھیجنے پیغمبر اور علماء مجتہدین کے نہوتا جو علت حکم کے نکال سکتے ہیں اور بظاہر آیات مختلف کو موافق کرکے دکھا سکتے ہیں البتہ تم شیطان کے تابعدار ہوجاتے بوجہ نہ سمجھنے مصلحت اور موافقت آیات کے جو بظاہر مختلف معلوم ہوتی ہیں مگر تھوڑے۔ واضح ہو کہ منصف کو تو فقط نفس ترجمہ آیہ مذکورہ دریافت کرنے سچے مذہب کو مذاہب اسلام سے کافی ہے اور بصورت تاویل یا ادل بدل کرنے معانی کے مختلف قولوں یا خبروں سے ہر امر میں اس قدر گنجایش ہے کہ جس گفتگو کا دائرہ قیامت تک ختم نہو۔ تاویلات سے جو کچھ چاہیں کہہ سکتے ہیں مگر یہ طریق ظاہر بلا شبہ انصاف سے بعید ہے اب جب ترجمہ آیہ کریمہ سے بلا تاویل ثابت ہوچکا کہ اللہ تعالے کے فضل اور رحمت سے

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۲۵)

اور سو شامی لکھتے ہیں بوجہ کثرت پانے کے تھا اور کوفہ میں فتویٰ امام صاحبؒ کا سو ڈول پر بوجہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳) امت مرحومہ محمد رسول اللہ اتباع شیطان سے بچ گئے گو تھوڑی سی افراد امت داخل فرق ضالہ ہو کر متبع شیطان ہو گئے ہوں یا ہو جاویں لامحالہ بمقابلہ اس آیت کے اور ان احادیث صحیحہ کے اگر کسی کا قول سلف میں سے حقیت جماعت قلیل امت مرحومہ پر صحت کو پہونچ بھی جاوے کیا کسی مسلمان منصف طالب تحقیق کے نزدیک حجت ہو سکتا ہے مگر ہاں اگر کوئی قرآن مجید کی آیت شان امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حقیت جماعت قلیل پر نکل آوے مگر امت محمدیہ علیہ الصلاۃ والتحیہ کی شان میں تو انشاء اللہ ایک حرف بھی ایسا نہیں نکلتا گو دوسرے پیغمبروں کی امت کو قلیلا ما یؤمنون قلیل من عبادی الشکور فلا یؤمنون الا قلیلا فرمایا ہو سو وہ ہم پر حجت نہیں اب رہی یہ بات کہ باوجود قسمیں کہلانے اصحاب امام کے عدم مخالف امام پر کیا وجہ ہے کہ کتب فقہ میں بہت سے مسئلوں میں شاگردوں کے قول مخالف قول امام منقول ہیں اس کا جواب اگرچہ بطریق قاعدہ کلیہ کے اول بحث میں بیان ہو چکا اور اس کی نظیر میں مسئلہ چاہ کا اختلاف درج اصل رسالہ ہی کر دیا گیا مگر بغرض توضیح پھر لکھا جاتا ہے کہ مختلف اقوال یا تو بظاہر مختلف ہیں اور در واقع میں موافق مثل مسئلہ مذکورہ چاہ کے اصل رسالہ میں اور مثل مسئلہ مختلفہ آب انگور وغیرہ کے چنانچہ شامی وغیرہ کتب معتبرہ فقہ سے ثابت ہے کہ اختلاف امام اور شاگردان امام فقط اسمیں ہے کہ نشہ کب پیدا ہوتا ہے دو تہائی جلے جب یا جھاگ آجاویں اسی وقت سو یہ بوجہ اختلاف تجربہ کے موسم گرما اور سرما یا گرم اور سرد شہر دل کے ہے ورنہ وقت نشہ پیدا ہو نے کے باتفاق سب قسم کی شرابیں امام اور جمیع شاگردان امام کے نزدیک حرام ہیں گو عرب میں جس شربت یا عرق سے شراب بننے قبل نشہ کی بھی اسکو شراب کہتے ہیں یا یہ وجہ ہے کہ بموجب تائید ایزدی امام علیہ الرحمۃ نے قرآن اور حدیث سے دونوں قول فرما دیئے مثلاً شربت شہد شربت انجیر شربت تمر یعنی بھیگے ہوئے چھواروں کا عرق شربت گندم شربت جو کہ جنکو محاورہ عرب میں شراب شہد شراب انجیر شراب تمر شراب گندم شراب جو کہتے ہیں علے ہذا منصف مثلث یعنی وہ عرق انگور جس کو آدھا یا تہائی جلا لیا ہو جب تک اسمیں جھاگ نہ اوٹھیں کچے ہوں خواہ پکے اور نشہ نہ آوے اگر بغرض ہضم طعام بطریق دوا کے پیئے جاویں امام اعظم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس طریق پر ان کا پینا جائز ہے اور اپنے زمانے میں اسپر فتویٰ دیتے تھے بوجہ پرہیزگاری اہل زمانہ کے مگر فرماتے تھے کہ بصورت عدم تمیز نشہ آنے نہ آنے کے اور خوف و خطر میں پڑ جانے کے پینا ان کا نا جائز ہے چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ نے جب اپنے زمانے کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ نشہ دار اور بے نشہ میں تمیز نہیں کرتے اور بطریق لہو و لعب کے پیتے ہیں بحسب ارشاد قول امام اعظم رحمہ اللہ اپنے زمانے والوں کو بغرض

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵)

کمی پانی کے اور پھر بعد اس نقل کے تحریر فرماتے ہیں کہ مآل ان دونوں قولوں کا قول اوّل یعنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) سد باب قطعاً منع کردیا لہذا قول اول منسوب امام کی طرف اور قول ثانی منسوب امام محمد رحمۃ اللہ کیطرف مندرج کتب فقہ چلا آتا ہے رد المختار میں اسیطرح لکھا ہے علی ہذا اس شخص کی مارنے کی بابت جو اجنبی عورت سے خرچی ٹھیرا کر اور اسکو دو چار روز یا پہر دو پہر کیواسطے اجارہ لیکر زنا کرے یا جو عورتیں حرام ہیں جیسے ماں بہن ان سے نکاح کر کے جماع کرے بوجہ شبہ نکاح کے کہ اصل میں نکاح ایجاب اور قبول ہے کہ جو خرچی لینے والی عورت سے ضرور واقع ہوتا ہے مگر بوجہ نہ پائے جانے شرط نکاح کے کہ وہ دو گواہوں کا ہونا ہی نکاح منعقد نہیں ہوتا اور دوسری شکل میں اگرچہ نکاح معہ گواہ وغیرہ شروط کے ساتھ ہوگیا مگر وہ عورتیں یعنے ماں بہن وغیرہ جن سے نکاح قطعاً حرام ہے چونکہ محل نکاح نہیں لہذا نکاح کالعدم سمجھا گیا امام اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس شخص کو بوجہ شبہ نکاح کے حد شرعی جو رجم یعنی سنگسار کرنا ہے نہیں مارنا چاہیئے بوجہ اتباع صحیح حدیث کے جو ترمذی شریف میں ہے عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان کان لہ مخرجا فخلوا سبیلہ فان الامام ان یخطئ فی العفو خیر لہ من ان یخطئ فی العقوبۃ یعنی عائشہ صدیقہ رضہ فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچاؤ تم مسلمانوں کو حد مارنے سے جہانتک ممکن ہو اگر کوئی بھی اون کی بچاؤ کی شکل نکلے ان کو چھوڑ دو اس واسطے کہ امام معاف کرنے میں اگر خطا کرے بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ عذاب دینے میں خطا کرے مگر اسکے ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ حد نہ مارنے یعنی سنگسار نہ کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ اسکو مطلقاً کوئی بھی سزا نہ دیجاوے بلکہ لازم ہے کہ امام بحسب مصلحت جو چاہے سزا دے تاکہ پھر کوئی ایسا بدکام نہ کرے چنانچہ ایک حدیث صحیح میں وارد ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص کو جسنے آپکے زمانے میں بوجہ قرب زمانے جاہلیت کے اپنی ماں سے زنا کیا تھا سنگسار تو نہیں فرمایا مگر اس کا سر کٹوا منگایا پھر نتیجہ نکلا قول امام کا بموجب مضمون اس حدیث کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خرچی والی عورت یا ماں بہن سے زنا کرنا ایسا بجد گناہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے جسکی سزا کی کوئی حد مقرر نہیں کی جیسے چوری کی حد جو بقدر دس درہم کے مکان محفوظ سے ہو ہاتھ کاٹنا پہنچے سے مقرر فرمایا اور شراب خوری کی حد اسّی دُرّے معین فرمائے اسیواسطے امام اعظم رحمہ اللہ اپنے زمانے کی نسبت ایسی صورتوں میں تعزیر یعنی سزا دینے کا بحسب مصلحت فتویٰ دیتے رہے اور حد مارنے سے منع فرماتے رہے بوجہ ہونے اس زمانہ کے زمانۂ خیر و برکت اور غالب ہونے خوف خدا کے اہل زمانہ پر بمقتضا قرب زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ظاہر ہے کہ تعزیر بعض اوقات حد سے بھی کہیں زیادہ موجب تکلیف ہوجاتی ہے چنانچہ دیکھو لواطت یعنی لونڈے بازی کی سزا معین یعنی حد تو نہیں مگر کس درجہ شدید سزا اماموں سے منقول ہے کہ خواہ ان دونوں کو باندھکر پہاڑ سے گرادو خواہ دونوں کو باندھکر روئی لپیٹ کر تیل ڈالکر جلا دو چاہو دیوار پر سے گرادو علی ہذا اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرما دیا کہ خرچی لینے والی عورت یا محرمہ یعنی ماں بہن وغیرہ سے جو زنا واقع ہوا اگر وہ شخص اس فعل کے حرام ہونیکو اچھی طرح جانتا تھا چونکہ حقیقتہً یہ زنا ہی ہے گو شبہ نکاح موجب

ان تعذر نزح کلها فیقدر ما فیها وقت النزح لو یؤخذ ذلک بقول رجلین عدلین

ف۱ خلاصہ مطلب اس ساری عبارت کا یہ ہے کہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تین سو ڈول کی روایت اور سارا پانی
نکالنے کی روایت اور سو ڈول نکالنے کی روایت تینوں حکایتوں سے مقصود ایک ہی ہے یعنی سارا پانی جس قدر کنوئیں
میں موجود ہو اندازے سے نکالنا اس واسطے کہ دو سو تین سو ڈول کی روایت ان لوگوں سے منقول ہیں جنکو اُن شہروں کے
پانی کا اندازہ معلوم تھا کہ ان شہروں کے کنوؤں میں اتنا پانی ہوتا ہے نہ یہ کہ اسپر سب شہروں میں عمل کرنا لازم ہو اسواسطے
کہ انہیں لوگوں سے سارا پانی نکالنے کی روایتیں نہایت مضبوط طریق سے منقول ہیں چنانچہ رسالہ ہذا سے ظاہر ہے
اور سوچ سمجھکر دیکھو گے تو ظاہر ہوگا ۱۲ منہ غفر اللہ لہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) حدیث مذکور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسقاط حد کا تقاضا کرتا ہے مگر لوگوں سے اگر خوف خدا اٹھ
جاوے زنا اور تماش بینی کثرت سے ہونے لگے ضرور دونوں قسم کے زانیوں کو بموجب حد شرعی سنگسار کرنا ضرور ہے
چنانچہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے جب اپنے زمانے میں لوگوں کو بے خوف پایا تماش بینی کثرت سے ہونے
لگی قول آخر امام پہلے حد مارنے اور سنگسار کرنیکے قول پر فتویٰ دیا اور بمقتضائے فساد اہل زمانہ یہی قول ابتک
مفتی چلا آتا ہے کمافی در المختار وقالا ان علم الحرمة حُدَّ وعليه الفتوى خلاصه وكذا في
القهستاني والمضمرات یعنی خلاصہ و قہستانی اور مضمرات میں ہے کہ صاحبین فرماتے ہیں کہ عورت مستاجرہ
یا محرمہ یا منکوحہ سے اگر باوجود جاننے اس بات کے کہ ان عورتوں سے نکاح اور جماع حرام ہے جماع کیا بیشک وہ
شخص حد مارا جاویگا اور اسپر فتویٰ ہے مگر جس قول کو امام نے اپنے زمانے میں مفتی بہ کہا وہ امام کی طرف اور
جس قول کو صاحبین نے بسبب اپنے زمانے کے اختیار کیا وہ قول صاحبین کی طرف کتب فقہ میں منسوب چلا آتا ہے
اور بسبب اختلاف زمانے اور زمانے والوں کے بعض احکامات کا احادیث صحیحہ سے بہ پابندی اصول دین متین ثابت
ہے۔ چنانچہ دیکھو بخاری شریف کی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ زمانہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
عورتیں عموماً مسجد میں نماز پنجگانہ کو آتی تھیں نماز جماعت سے کوئی اون کو منع نہیں کرتا تھا مگر ام المومنین عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بعد زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد اور عورتوں کی حالات کو دیکھ کر سب عورتوں کو بعلت مسجد میں
نماز پنجگانہ کے واسطے آنے سے منع فرمادیا جب صحابہ کرام نے اعتراض کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہی فرمایا کہ اگر آپ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے اور اس زمانہ کی حالتیں ملاحظہ فرماتے بیشک آپ بھی منع فرمادیتے چنانچہ اس
اختلاف حکم کو بسبب اختلاف زمانہ سبھی نے قبول کر لیا اور اب تک کتب فقہ میں اسی حکم پہ فتویٰ چلا آتا ہے چنانچہ اسی بنا
پر کتب معتبرہ فقہ شامی مستخلص عینی وغیرہ میں لکھا ہے الاحکام تختلف بحسب الازمان یعنی بسبب زمانہ بعض احکام بھی
بمقتضائے قرآن وحدیث اور جامع ہونے احکامات نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بدلتے رہتے ہیں چنانچہ اسکی
بہت سی نظیریں کتب معتبرہ فقہ اور حدیث سے ہم نے اپنے رسالہ الرسول الکلام میں نقل کی ہیں خلاصہ
اس ہماری تحریر کا یہ ہے کہ بلا رعایت قواعد رسم المفتی بلا دلیل ہر ایک ضعیف وقوی روایت فقہی پر فتویٰ

ہی کیطرف ہے حیث قال فیرجع الی القول الاول لانه تقام یومئذ له بصارة بخبرته
بالماء فی تلک النواحی لا لکون ذلک لازما فی ابار کل جہتہ واللہ اعلم اگر یہ قول شامی کا کوفہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶) نہیں ہوسکتا کیا فتاوائے عالمگیری کی کتاب الذبائح میں جغد اُلو کے حلال ہونے کی نسبت
قول نقل کر دیا ہے کوئی فتویٰ دیکھتا ہے اسی فتاوائے عالمگیری میں جو ابتدائی کتاب الذبائح میں قاعدہ کلیہ
لکھا ہے کہ پنجہ کش یعنے پنجہ سے شکار کرنے والے کل پرند حرام ہیں وہ قاعدہ خود اس روایت کی تکذیب کر رہا ہے
غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وقت لکھنے اس قاعدہ کلیہ کی جزئیات کے عند الاستفسار ان کو یہ تحقیق نہ تھی کہ اُلو یعنی جغد بھی پنجہ
کش شکاری جانور ہے ورنہ جب اول یہ لکھا ہے کہ پنجہ کش مطلقاً حرام ہے الو کو جو شکاری پرند پنجہ کش ہے کیونکر
کوئی حلال کہہ سکتا ہے علی ہذا البعض متاخرین علمانے جب دیکھا کہ بموجب نص قرآن مجید مخمصہ کی حالت میں امام اعظم رحمہ اللہ
فرماتے ہیں کہ جب بھوک سے مرنے کی نوبت آجاوے بقدر جان بچانے کے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ بیکار کھانا
درست ہے دیکھو سورہ مائدہ کے پہلے رکوع کو جہاں مردار وغیرہ حرام چیزوں کو ذکر فرما کر مخمصہ یعنی بھوک سے جان
جانے کے وقت بقدر جان بچانے کے مردار کھانا اور حرام کا حلال ہو جانا بقدر بچانے جان کے ذکر فرمایا ہے۔
انہیں علمانے جب اس قاعدے کلیہ یعنے بوقت اضطرار او مخمصہ کے حرام حلال ہو جانے کے قاعدے کی جزئیات
فرضی لکھنا شروع کیا یہ بھی بفرض محال بعض کتابوں میں لکھدیا ہے کہ اگر تمام دنیا بھر کے علاجوں اور دعاؤں اور
دواؤں سے مرض مکبیر کو آرام نہ ہوا ور جان جانے کی نوبت پہونچ جائے اور جس طرح بھوک سے جان جانے کے
وقت یہ یقین کامل ہوتا ہے کہ بقدر سد رمق اس مردار موجودہ کے کھانے سے جان بچ جاویگی۔ اگر کسی کو یہ
یقین کامل ہو جاوے کہ خون وغیرہ ناپاک چیزوں سے الحمد شریف یا اور کوئی آیت قرآنی کہ جس کی تعظیم فرض ہے اور
ناپاک چیزوں سے جن کا لکھنا چھونا قطعاً حرام ہے اگر پیشانی مریض پر لکھدی جاویں بلاشک قطعاً مریض کو آرام
ہو جائیگا اور جان بچ جائیگی جائز اور درست ہے مگر کہیں کسی مسلمان کو اس قسم کا یقین ہو سکتا ہے کہ آیات قرآنی کی
توہین سے شفا ہو جاوے جب یہ یقین ہو سکتا تو آیات کا ناپاک چیزوں سے لکھنا چھونا بھی درست نہیں ہو سکتا
یہ قول ایسا ہے جیسا قرآن مجید میں اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے وکان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا یعنی زمین آسمان میں
سوا خداوند کریم کے اگر اور خدا بھی ہوتے تو ضرور زمین آسمان بگڑ جاتے مگر زمین آسمان نہیں بگڑے تو یقیناً
معلوم ہو گیا کہ خدا بھی بجز ایک خداوند کریم کے کوئی دوسرا زمین اور آسمان میں زمین آسمان
پیدا کرنے والا نہیں ہے دیکھو کتب معتبرہ فقہ کو جن میں مسائل معہ دلائل لکھے ہیں اللہ رحم کرے
ان لوگوں پر کہ بعض روایات کتب فقہ پر بغیر دریافت کرنے ان کے دلائل اور مواقع کے اعتراض
کر بیٹھتے ہیں اور رحم کرے اون پر جو ہر روایت فقہی پر بلا رعایت قواعد رسم المفتی فتوے
دے کر مورد اعتراضات بنتے ہیں اور بے قصور علماء متقدمین کو بھی اپنے ساتھ مورد
اعتراضات جہلا سے بنواتے ہیں فافہم وتدبر منہ عفی اللہ عنہ وغفر اللہ لہٗ
ولوالدیہ ومشائخہ واساتذتہ وتلامذتہ وعشیرتہ واحبائہ اجمعین آمین آمین آمین

کے فتوی میں سو ڈول پر بوجہ قلت پانی کے تو خوب صحیح ہے اس واسطے کہ لفظ قلت یعنی کمی سے یہ امر ظاہر ہے
کہ اُن میں سو ڈول ہی پانی تھا مگر بغداد کا فتویٰ امام محمد رحمہ اللہ کا دو سو ڈول پر بوجہ کثرت پانی کے موجب
قول شامی تمام پانی موجودہ نکالنے کے ساتھ موافق اور راجح اس وقت ہوگا جب بغداد کے کنوؤں
کی کثرت پانی کی اس طریق پر پائی جائے کہ اُنمیں پانی موجودہ بقدر دو سو تین سو ڈول کے ہوتا
تھا مگر کھینچنے سے گو کتنا ہی کھینچو ٹوٹتا نہ تھا چنانچہ ایسے بعض کنوئیں علاقہ الور میں بھی موجود ہیں
کہ جب پانی اُن کا ماپا جاوے دو تین ہاتھ ہی ہوتا ہے اور پھر دو دو لاؤوں سے نہیں ٹوٹتا بلکہ
موضع جٹیانہ تحصیل الور میں قریب ندی کے ایک کنواں ہے جس میں دو تین ہاتھ پانی رہتا ہے اور
بوجہ قرب لاؤوں سے بھی اُس کا پانی نہیں ٹوٹتا قصبہ اکبر پور تحصیل الور کی متصل چاند پہاڑی کے
ندی کے قریب ایک کنواں ہے جسمیں ہمیشہ تین چار ہاتھ پانی رہتا ہے کہ جو تخمیناً تین سو ہی ڈول ہوگا
مگر بوجہ قرب ندی دو لاؤ اوس میں چلتے ہیں اور شام تک پانی کم نہیں ہوتا علیٰ ہذا بغداد کے کنوئیں
بوجہ قرب دریا دجلہ کم نہوا اور اگر پانی موجودہ ماپا جاوے تو فقط دو سو تین سو ڈول ہی ہو چنانچہ
تصریح اور تصدیق مضمون ہذا العینہ عبارات ہدایہ اور عنایہ اور درر غرر ملا خسرو رحمہ اللہ سے خوب
ظاہر ہے صاحب ہدایہ ہدایہ میں تحریر فرماتے ہیں وانکانت[ف۱] البیر معینۃ بحیث لایمکن نزحھا

ف۱ (ترجمہ) اور اگر ہو کنواں چشمہ دار کہ جس کا پانی بند اچھار نکلنا ممکن نہو جس قدر وقت کھینچنے کے پانی
موجود ہو اندازے سے نکالیں اور اندازے کا طریق امام ابو یوسف رح سے اس طرح مروی ہے کہ جس قدر پانی
گہرا اور عرض و طول میں کنوئیں میں ہو اوتنا ہی ایک گڑھا کہدوا کر پانی کھینچکر اوسکو بھر دیں خواہ بند اچھار
ہو یا نہو خواہ اس سے بھی زیادہ پانی چڑھ آوے اور امام محمد رح کا اندازہ یہ ہے کہ دو سو ڈول سے تین سو تک
پانی نکلوا دیں مگر یہ اندازہ مبنی ہے اُن کے مشاہدہ اور دیکھنے پر فقط اپنے شہر کے کنوؤں کو اسی واسطے صاحب
عنایہ اسکی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ اندازہ باعتبار اکثر کنوؤں بغداد کے ہے اس واسطے کہ بغداد کے کنوؤں
میں تین سو ڈول سے زیادہ پانی نہیں ہوتا فقط اور درر غرر میں ملا خسرو علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب پھول جاوے
کنوئیں میں جو نہ رہا جاوے تو سب پانی نکالا جاویگا یعنے بند اچھار کیا جاویگا اور اگر غیر ممکن ہو لیں اندازے سے
موجودہ پانی کنوئیں کا نکالیں اور اس کا اندازہ ایسے دو آدمیوں سے کرا دیں جنکو پانی کے معاملہ میں اندازہ
کرنیکا ملکہ کمال حاصل ہو جتنا وہ کنوئیں میں پانی بتا دیں اور اس کے مطابق نکل جانیکا جتنے ڈول یا لاؤ کا
اندازہ بتا دیں نکالا جاوے اور یہی قول بہت صحیح ہے اور موافق ہے ساتھ سمجھ قرآن اور حدیث کے بسبب
ہونے دو آدمیوں کے اندازہ کی پوری گواہی کہ جس سے اکثر حقوق ثابت اور لازم ہو جاتے ہیں اور بعض ضعیف
روایت میں آیا ہے کہ دو سو سے تین سو ڈول تک پانی نکلوا دیا جاوے اور یہ روایت امام محمد رحمہ اللہ سے مروی
ہے بموجب انکے مشاہدہ کے بغداد کے کنوؤں کو کہ اُنمیں بوجہ قرب دریائے دجلہ زیادہ پانی ہوتا تھا یعنے اس قدر
کہ جو محتاج اندازہ پانی موجودہ کا تھا بند اچھار نہیں ہو سکتا انتہی (ترجمہ بحسب محاورہ ہند) منہ غفر اللہ

اخرجوا مقدار ما كان فيها من الماء وطريق معرفته ان تحفر حفرة مثل موضع الماء من البير ويصب فيها ما ينزح منها الى ان تمتلى وهذا عن ابى يوسف رحمه الله وعن محمد رحمه الله ينزح ما قاد لو الى ثلثمأة فكانه بنى قوله على ما شاهد الخ اى من غالب ابار بغداد لان ابار بغداد لا تزيد على ثلثمأة دلوا انتهى وفى الدرر والغرر لملا خسرو رحمه الله اذا انتفخ فيها حيوان او تفسخ فينزح كلها اه وان تعسر نزح كلها فقدر ما فيها اى فينزح قدر ما فيها من الماء يفوض فى النزح قدر ما فيها الى ذوى بصارة اى رجلين لهما شعور ومعرفة فى حال الماء باى مقدار ماء الا انه فى البير ينزح ذلك المقدار وهو الاشبه بالفقه لكونهما نصاب الشهادة الملزمة اه وقيل ينزح ما ماتا دلو الى ثلثمأة دلو هو مروى عن محمد افتى بما شاهد فى بغداد لان ابارها كثيرة الماء لمجاورة دجلة انتهى اور مويد بلكه مصرح ہے اسی مضمون کو جو روایت امام محمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کفایہ میں قال محمد[1] اذا وقع فى البير ذنب فارة فانه ينزح جميع الماء لان موضع القطع لا ينفك عن نجاسة مائعة بخلاف ما اخرجت قبل الانتفاخ اه اور عبارت شرح وقایہ سے بھی یہی مطلب نہایت واضح طور پر ثابت ہے حیث قال[2] بير وقع فيها نجس او مات

---

[1] فرمایا امام محمد رحمہ اللہ نے کہ جب گر جاوے کنوئیں میں دم چوہی کی کٹ کر سارا پانی موجودہ کنوئیں کا نکالا جائے گا اس واسطے کہ بالضرور دم کٹنے کی جگہہ بہتی ہوئی پتلی نجاست سے جو خون ہی خالی نہیں ہوتا برخلاف اس وقت کے کہ قبل پھولنے کے چوہا نکال لیا جاوے فقط ــــ اس واسطے کہ قبل پھولنے پھٹنے کے اگر چوہے یا چڑیا کی مقدار کا جانور مردہ نکال لیا جاوے گا تو فقط بیس تیس ڈول درمیانی نکالنے سے پاک ہو جاویگا اور کبوتر یا بلی کے برابر جانور مردہ پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جاوے گا تو چالیس پچاس ساٹھ ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جاتا ہے اسی طرح ہے درمختار کبیری وغیرہ کتب فقہ میں منہ عفا اللہ عنہ ولوالدیہ واساتذیہ ۔

[2] چنانچہ فرمایا جس کنوئیں میں نجاست گر جاوے یا کوئی جاندار مر جاوے اور پھول جاوے یا پھٹ جاوے یا آدمی یا کتا مر جاوے تو سارا پانی نکالا جاوے گا اگر ممکن ہو ورنہ پانی موجود اندازے سے نکالا جاوے گا اور صحیح تر یہ ہے کہ دو مرد عادل سے جو پانی کے معاملہ میں سمجھتے ہوں کل پانی کا اندازہ کروا لیا جاوے اور امام محمد رضی اللہ عنہ نے اندازہ پانی کا دو سو سے تین سو تک کا کیا ہے ۱۲۔

فیہا حیوان وانتفخ او تفسخ او مات فیہا آدمی او کلب ینزح کل ما فیہا ان امکن والا فقدر ما فیہا شر لا اصح بقول رجلین عدلین لہما بصارۃ فی الماء ومحمد قدر بمائتی دلو الی ثلثمائۃ انتہی۔ لامحالہ بنظر روایات مذکور حسب توضیحات تمام معلوم ہوچکا کہ مآل دوسو تین سوڈول کا بھی نکالنا تمام پانی موجودہ کا ہے عبارت درمختار جو قیل یفتی بمائتین الی ثلثمائۃ کے آگے ہی وہو الایسر وذلک احوط اس کا مطلب بھی خوب واضح ہوگیا اور وہ یہ ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ کیطرح اندازہ اکثر کنوؤں کا کرکے بقدر ماء الموجود دوسو یا پانسو ہزار جس قدر ڈول اکثر کنوؤں شہر کا پانی موجودہ ہو اوس مقدار معین پر فتویٰ دینے میں عوام کو آسانی ہے اور احتیاط اسی میں ہے کہ ہر کنوئیں کا دو عادل اصحاب بصارت سے علیحدہ اندازہ کرکے پانی نکلوایا جاوے چنانچہ علامہ حلبی اپنی کتاب غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں تحریر فرماتے ہیں کہ دوسو خواہ مثل اوسکے پانسو یا ہزار معین کرکے مطلقاً تمام کنوؤں ہر شہر کے واسطے فتویٰ دینا جائز ہے بلکہ اکثر کنوؤں ہر شہر کو دیکھکر اوسکی مقدار پانی موجودہ کا ہزار ڈول ہو خواہ سو یا کم جتنی ڈول ہوں اندازہ تبلادینا آسانی کی بات ہے آدمیوں پر ورنہ احتیاط تو ہر کنوئیں کے علیحدہ اندازہ میں ہے کما ہو ظاہر من سیاق عبارتہ وہو ہذا فعلی ہذا لا ینبغی الفتوی بمائتین ونحوہا مطلقا بل ینظر الی غالب آبار البلد وہو الایسر علی الناس والاول وہو اعتبار مقدار الماء فی کل بیر علیحدۃ احوط انتہی اور بنظر ترجمہ درمختار المسمّی

سلہ روایت ضعیف ہے کہ فتویٰ دوسو سے تین سو تک پر ہے ۱۲ سلہ اور وہ آسان ہے اور اس میں احتیاط ہے منہ غفر اللہ لہ

سلہ اور یہ امر ظاہر ہے کہ سیاق عبارت مستملی سے وہ یہ ہے پس صورت میں نہیں لائق ہے فتویٰ دینا دوسو یا کم وبیش پر ہر کنوئیں میں بلکہ دیکھا جاوے اندازہ کرنے میں اکثر کنوؤں شہر کی طرف یہ آسان ہوگا لوگوں پر اور اندازہ کرنا ہر کنوئیں کا علیحدہ اسمیں احتیاط ہے فقط

سلہ چنانچہ غایۃ الاوطار میں تحریر فرماتے ہیں مترجم کہتا ہے دوسرا قول امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ بغداد کے کنوئیں تین سو ڈول سے زیادہ نہ تھی تب یہ فتویٰ دیا لیکن یہ قول ضعیف ہے اس لئے کہ نجاست کے سبب حکم شرع یہ ہے کہ سارا پانی نکالا جاوے تو عدد مخصوص پر اقتصار کرنا ظاہر ہونے میں بلا دلیل سمعی کیونکر مقبول ہو بلکہ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مخالف اس کے منقول ہے ایسا ہی ہے طحطاوی میں بحوالہ بحر الرائق منہ عفر اللہ لہ

بغاینۃ الاوطار مولانا محمد خرم علی صاحب اور مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی برادر مولانا مظہر صاحب
اور مولانا مظہر صاحب مرحوم علمائے دیار آنجناب کا بھی یہی فتویٰ معلوم ہوتا ہے اور مولانا و استاذنا
رئیس المحدثین استاد مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرتنا مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث
سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ سے یہی کہ جسکی نقل زبانی طالب علمی کی ہوئی احقر کے
پاس موجود ہے جواب سوال رابع سے یہی فتویٰ استاذنا مولانا مرحوم کا بھی ظاہر ہے بہر نہج فتویٰ

سوال ۵ اور وہ فتویٰ یہ ہے جو عورت حائضہ کہ اوس کے بدن پر نجاست نہیں بعد غسل کے حیض سے
یعنی بعد پاک ہونے کے حیض سے غسل کرکے اگر چاہ صغیر میں داخل ہوا ور زندہ برآمد ہو جیسا کہ سائل نے
کہا ہے کہ کوئی نجاست حکمی یا حقیقی اوسکے جسم اور کپڑے پر نہو مگر غسل بعد اختتام ایام حیض نہ کیا ہو تو اس صورت
میں اختلاف ہے فتوے اسپر ہے کہ چاہ پاک ہے اور نجاست حقیقی اوس کے بدن یا کپڑے پر ہو تو چاہ
ناپاک ہے تمام پانی نکالنا ضرور ہے انتہی عبارتہ واضح ہو کہ چاہ صغیر کی قید مولانا نے اس واسطے لگائی
ہے کہ سوال میں یہ عبارت درج ہے اور چاہ دہ در دہ یہی نہیں ہے تو آب چاہ پاک ہے یا ناپاک
اس سے یہ امر ظاہر ہے کہ چاہ کبیر یعنی جو کنواں دہ در دہ ہو اس کا اور حکم ہے چنانچہ درمختار شرح
تنویر الابصار میں ہے اذا وقعت نجاسۃ فی بیر دون القدر الکثیر علی ما مر ولا عبرۃ للعمق ینزح
کل مائہا انتہی۔ مختصراً بقدر الحاجۃ یعنی جب کنوئیں میں جس میں آب کثیر نہیں ہے نجاست گر جاوے
کل پانی نکالا جاوے گا اور آب کثیر کی مقدار پہلے بیان کی گئی اور گہراؤ کے اعتبار سے کثرت آب کا بموجب
قول معتبر کچھ اعتبار نہیں ہے شامی اس جملہ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ آب کثیر کی مقدار جو پہلے گذری
وہ یہ ہے کہ یا تو پانی دہ در دہ ہو یا اتنا ہو کہ دیکھنے والے کے نزدیک حرکت وضو سے یا ہاتھ سے اوس
میں ادہر کی نجاست دوسرے کنارے تک نہ پہونچے اور یہی قول آخر صحیح اور مختار ہے نزدیک امام اعظمؒ
اور ان کے دونوں شاگردوں کے اور یہی ظاہر الروایت ہے صاحب درمختار تحریر فرماتے ہیں کہ بحر الرائق
میں ہے کہ یہی مذہب ہے اور اسپر عمل ہے اور تقدیر دہ در دہ کی جو امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے اوسکے
بھی یہی معنے ہیں کہ اون کے تجربہ سے دہ در دہ اس کنارے کی حرکت سے دوسری طرف نجاست
کا اثر نہیں جاتا اور دہ در دہ میں گز سات مٹھی کا معتبر ہے کہ جو پورا ایک ہاتھ بیچ کی انگلی سے
اور چار انگل ہوتا ہے اس گز سے چوکور حوض میں یہ
شرط ہے کہ چاروں طرف دس دس گز ہو تاکہ کل
عرض طول پانی کا سو گز ہو جاوے اور اگر مثل
کنوئیں کے گول حوض ہو یا کنواں ہی دہ در دہ ہو
تو ضرور ہے کہ اس کا قطر یعنے بیچا بیچ کا خط گیارہ
گز ہو اور گردہ چھتیس گز اس طرح ۔۔۔۔۔۔
۳۶ گز
۱۱ گز
تاکہ حساب سے عرض طول پانی کا بھی سو گز ہو جاوے اسی طرح شامی اور کبیری
شرح منیۃ المصلی میں ہے۔ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ؂

کسی کا کچھ ہی ہو مگر ہماری غرض تو یہ ہے کہ ہم مقلدین پابندان سنن سید المرسلین پر یہ حرف
نہ عاید ہو کہ ہم نرے اقوال ضعیفہ بے دلیل کے عامل ہیں اور ہمارے امام کے بعض اقوال
جو شاگردوں کی طرف منسوب ہیں بلا دلیل قرآن و حدیث نرے عقلی بھی ہیں مثل روایت
دو سو ڈول کی بصورت عدم تطبیق اور یہ کیونکر ممکن ہے جس حالت میں مذہب امام یہ ہو کہ
حدیث ضعیف کے ہوتے ہوئے قیاس پر عمل نفرمائیں یا آنکہ قیاس ایسے حکم پوشیدہ
کو جسکی نکالنے پر ہر شخص قادر نہیں ظاہر کر دینے کو کہتے ہیں نہ یہ معنی کہ نری عقل سے کوئی حکم
ثابت کر دینا چنانچہ قاعدے فتویٰ دینے کے جو باب رسم المفتی شامی وغیرہ میں درج
ہیں ہماری متبع قرآن و حدیث ہونے پر بصورت تقلید شخصی اور متبع مسلک واحد ہونے
پر بہت بڑی دلیل ہیں چنانچہ در المختار میں ہے والاصح کما فی السراجیۃ وغیرھا انہ یفتی
بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد وصحح فی الحاوی
القدسی قوۃ المدرک اھ قال الشامی فی شرحہ لدر المختار الذی یظہر لی فی التوفیق
ای بین ما فی الحاوی القدسی و ما فی السراجیۃ ان من کان لہ قوۃ ادراک لقوۃ المدرک
یفتی بالقول القوی والا فالترتیب علاوہ بریں قطع نظر مخالفین سے ہمارے ہی علما جو روایات

سلہ در مختار میں ہے اور صحیح تر یہ ہے جو قاعدہ فتویٰ سراجیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ اول فتویٰ مطلقاً اس قول پر دیا جاوے
جو امام کی طرف منسوب ہے پھر قول دوسرے امام یعنی قول ابو یوسف رحمہ اللہ پر اور اگر قول منسوب امام ابو یوسف رحمہ اللہ کیطرف سے بھی نہ ملے
تو قول امام محمد رح پر اور کسی مسئلہ میں امام محمد رحمہ اللہ کا قول بھی نہ ملے تو اس وقت قول امام زفر و حسن بن زیاد رحمہما
اللہ پر فتویٰ دینا چاہیئے اور حاوی قدسی میں لکھا ہے کہ صحیح یہ بات ہے کہ جس قول کی دلیل قوی ہو مفتی کو لازم ہے کہ
اسپر فتویٰ دے شامی رح ان دونوں روایتوں کی مطابقت اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ مجھکو جو مطابقت کا طریق
ان دونوں روایتوں میں ظاہر معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ جو مفتی کسی قدر قوت اجتہاد یہ رکھتا ہو قوت اور ضعف دلیل
پر آگاہ ہووے تو قوت دلیل جسکے قول میں پاوے اسپر فتوے دے ورنہ ترتیب مذکورہ کے موافق فتوے دے
اس واسطے جو قول امام رحمہ اللہ کیطرف منسوب ہے فی الواقع غالباً اسکی دلیل قوی ہوتی ہے چنانچہ شامی رح قول
مرجوح اور ضعیف پر فتوے دینے کو جہالت اور خرق اجماع بیان کرکے اوسکی تمثیل میں لکھتے ہیں جیسے
فتویٰ دینا امام محمد رح کے قول پر بمقابلہ قول امام ابو یوسف اور قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ پر بمقابلہ
قول امام کے بغیر بیان قوت دلیل اس قول کے جس پر فتویٰ دیا ہے وقد ہذا فی الفتوی
الاول منہ غفر اللہ لہ و لوالدیہ و استاذہ

مذکورہ عنایہ وغیرہ پیش کریں ہم کو بمقابلہ اوسکی روایت مرجح جمیع المامختار اکثر فقہا مدلل بحدیث
عبداللہ بن عباس رض وعبداللہ بن زبیر و وسو ڈول کی روایت کی تقویت پر کوئسی دلیل ہے
اور بصورت عدم موجودگی دلیل روایت مذکور پر بلا توفیق مسطور فتوی دینا موجب ایقاع اختلاف
بین المسلمین ہے اور یہ جو آپ نے تحریر فرمایا کہ متن کی عبارت ہے بیشک کنز اور ملتقی دونوں متن ہیں
مگر علاوہ برین کہ معنے عبارت کنز وملتقی وغیرہ بہی مطابق عبارت ہدایہ وعنایہ وغیرہ ہو سکتے
ہیں بعض متنوں خصوصًا کنز پر بلا امداد شرح کیا فتوے دیسکتے ہیں دیکھئے کنز کے باب المہر
میں ہے ولہا منعہ من الوطی والاخراج للمہر یعنے عورت بعیوض مہر کے جب تک شوہر مہر ادا
نکردے شوہر کو جماع سے اور اگر اوسکے میکے سے کہیں دوسری جگہہ لیجانیکا قصد کرے اوس ارادے سے منع کرسکتی
ہے کیا اس عبارت مجمل پر کہ جس سے بعیوض مہر مطلق عورت کا منع کرنا ثابت ہے کوئی عالم فتوی دیسکتا ہے ــ
مگر حسب تفصیل شراح صاحب مستخلص وغیرہ شارحین کنز تحریر فرماتے ہیں کہ مراد اس مہر سے معجل ہے نہ کہ مطلق اسیواسطے شامی باب رسم المفتی میں
تحریر فرماتے ہیں کہ کنز الدقائق نہیں بلکہ کنز الدقائق کی شروح مختصرہ اور نیز دیگر کتب مختصرہ پر
بغیر دیکھنے شروح بسیط کے فتوی دینا ناجائز ہے اور اگر آپ کے نزدیک بمقابلہ ظاہر عبارت
کنز جمیع شروح ومتون ساقط عن تبتہ الاعتبار ہیں تو پہر اعادہ نماز تین دن تین رات کا بوقت
بہولنے پہٹنے کسی جانور کے اور اعادہ نماز ایک دن ایک رات کا بصورت عدم تفسخ وانتفاخ کیوں اوسکا
ہے صاحب کنز تو اپنا مختار یوں تحریر فرماتے ہیں وما تلن لو لم یمکن نزحہا یعنے وہ سو ڈول نکالے
جائیں اگر سارا پانی نکالنا ممکن نہو ونجسہا من ثلث فارۃ منتفخۃ او منفسخۃ جہل وقت
وقوعہا والا مذ یوم ولیلۃ اور نجس کردیگا کنوئیں کو تین دن تین رات سے اگر چوہا پہٹا یا پہولا ہوا
برآمد ہوا اور اوسکی گرنے کا وقت نہ معلوم ہوا اور بغیر پہٹنے پہولنے کے سالم مردہ برآمد ہو تو
ایک دن ایک رات سے کنواں ناپاک سمجہا جاویگا اور یہ جو آپ تحریر فرماتے ہیں کہ پانی کی طہارت
ہندوستان اور عرب میں حسب قاعدہ نجاست ما اخراج تمام پانی کی بہت سخت دشوار ہے
اسکا جواب عبارت ہدایہ ومسائل الآبار مبنیۃ علی اتباع الآثار دون القیاس کی شرح میں صاحب
عنایہ اس طرح تحریر فرماتے ہیں قولہ ومسائل الآبار الخ مار البیر مخصوص باحکام تخالف فیہا حکم

سلہ باب رسم المفتی میں عبارت شامی یہ ہے وفی شرح الاشباہ للشیخ المحقق ہبۃ اللہ البعلی قال شیخنا العلامۃ

الماء القليل فان حكمه يتفاوت بتفاوت الماء راتباعاً للآثار ومن هذا قالوا مسائل الآبار مبنية
على اتباع الآثار والافقه قياسان اذا وقعت فيه نجاسة ان لا ينتفع به ابداً لاختلاط النجاسة بالاوحال
والجدران كما قاله بشر واما ان لا ينجس ابداً كالماء الجاري لانه كلما يؤخذ من اعلاه ينبع من اسفله
انتهى سمجھئے اور خدا سے سوچ سمجھ کر خوف خدا کر کے جواب دیجئے یہ قیاس بھی منقول ہے امام محمدؒ سے
چنانچہ آخر میں اس عبارت کے صاحب نہایہ نے لکھا ہے کما نقل عن محمدؒ یعنی جسطرح ہمیشہ کنویں کا پاک
ہونا کنویں کا نجاست سے قیاس بشر ہے کسی چیز سے ناپاک نہ ہونا قیاس امام محمد ہے دو سو تین سو
ڈول کی بھی تکلیف کیا ضرور ہے مگر چونکہ مسائل چاہ میں قیاس کو دخل نہیں اور ہر کنویں میں باعتبار
کمی بیشی پانی کے جدا اندازے کے اکثر حاجت ہوتی ہے اور باعتبار آثار سارا پانی موجودہ نکالنا ضرور ہے
لہذا کبیری میں صراحتہً کہا ہے کہ امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قیاس تو یہی چاہتا ہے کہ کنواں کسی شے
سے مثل جاری پانی کے ناپاک نہ ہو مگر بوجہ وارد ہونے آثار صحابہ کے کیا ہم سے ہو سکتا ہے کہ ڈول
سے پانی نہ نکلوادیں جسطرح بغداد کیساتھ دو سو تین سو ڈول کی روایت کا مخصوص ہونا ظاہر کیا گیا ہے
روایت مذکورہ کفایہ میں ہے کہ امام محمد رح فرماتے ہیں کہ چوہے کی دم کٹ کر اگر کنویں میں گر جاوے
سارا پانی نکالنا ضرور ہے چنانچہ اسی وجہ سے مولانا عبد الحی صاحب مرحوم اپنی کتاب سعایہ میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲) صالح الجینینی انہ لا یجوز الافتاء من الکتب المختصرة کالنہر وشرح الکنز للعینی یعنی شامی نقل فرماتے ہیں
شرح اشباہ سے جسکے مؤلف محقق حنفیہ اللہ بعلی ہیں کہ فرمایا ہمارے شیخ علامہ صالح نے کہ نہیں جائز ہے فتوی دینا مختصر کتابوں
سے مثل کتاب نہر الفائق اور شرح کنز الدقائق ــــ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولاساتذیہ ومشایخہ ۵۳ اور مسائل کنویں
کے موقوف ہیں ظاہر آثار اور افعال صحابہ پر انہیں قیاس کی ضرورت نہیں ۔منہ غفرلہ

۵۴ پانی کنویں کا مخصوص ہے ساتھ حکموں خاص کے کہ وہ احکام خاص مخالف ہیں قلیل پانی کے حکموں اس واسطے
کہ حکم کنویں کا برقرار رہتا ہے باعتبار بدلنے کمی اور زیادتی پانی سے بوجہ تابعداری حدیثوں کے اور یہی وجہ ہے کہ
فرمایا ہے مشایخ ہمارے نے کہ مسائل کنویں کے ظاہر احادیث پر مبنی ہیں اور اگر قیاس دیکھا جاوے تو دو قیاس
ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ نجاست کے گرنے سے کنواں کبھی پاک ہی نہ ہو بسبب لگنے نجاست کے دیواروں اور سوراخوں
میں کو یہ قول بشر کا ہے اور یا کسی حالت میں کچھ ہی گرو ناپاک ہی نہ ہو مثل ہمارے پانی کے کس
واسطے اوپر سے پانی نکلتا رہتا ہے اور نیچے سے نیا پانی آتا رہتا ہے ۱۲ منہ غفر اللہ لہ
ولوالدیہ واساتذہ ومشایخہ

میں تحریر فرماتے ہیں و ذکر صاحب الہدایہ وغیرہ انما حکم محمد بذلک لما شاہد فی بلدہ قلت ہذا ہو الظاہر فانہ کیف یفتی محمد بہذا القدر عموما مع عدم دلیل علیہ ومخالفۃ الدرایۃ لہ فانہ اذا تنجس الماء کلہ لا معنے لاخراج بعضہ وانما حکم بہ لما کان فی غالب آبار بلادہ ہذا القدر من الماء کما روی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ من نزح ماۃ او ماتین بناء علی ما شاہدہ فی بلدہ ولا معنے لکون قول محمد بالنسبۃ الی الجمیع الیسر فان الایسر ما یسرہ الشارع لا ما نصب بغیر دلیل شرعی لا سیما فی احکام مسائل الآبار فانہا مبنیۃ علی الآثار ولم یکن للقیاس مساغ فیہ کما صرحوا بہ فما اخف علم زماننا حیث یختارون ہذا القول ولا یبالون بما علیہ یعنی صاحب ہدایہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کا فتویٰ دو سو ڈول کا باعتبار مشاہدہ اپنے شہر کے کنوؤں کے تھا میں کہتا ہوں[1] کہ یہی امر ظاہر ہے یہ غیر ممکن ہے کہ امام محمد علیہ الرحمۃ بلا دلیل خلاف عقل و نقل اس مقدار پر عموماً ہر شہر کے کنوؤں کے واسطے فتویٰ دیں خلاف عقل و نقل ہے کہ سب پانی موجودہ ناپاک ہوا اور تھوڑا سا نکالا جاوے بلکہ یہ فتویٰ باعتبار اکثر کنوؤں اپنے شہر کے تھا اور یہ کہنا کہ امام محمد رحمہ اللہ کے قول میں آسانی ہے بے معنے بات ہے آسانی وہی آسانی ہے جو شارع علیہ السلام سے ثابت ہو نہ وہ جو بلا دلیل آسانی ٹھہرا لیجئے خصوصاً مسائل کنوؤں کے کہ جن میں مطلقاً اتباع[2] آثار صحابہ کا ہے اور قیاس کو قطعاً اس میں دخل نہیں ہے چنانچہ تصریح اس امر کی کتب معتبرہ فقہ میں موجود ہے پس کس قدر ہمارے زمانہ والوں کا علم گھٹ گیا ہے کہ بلا تامل بے سوچے سمجھے ایسی روایات اختیار کر کے فتویٰ دیدیتے ہیں انتہی ترجمہ عبارۃ السعایۃ مکرر گذارش یہ ہے کہ جلد ضحیہ کا اگر تصدق کرنا واجب ہے اسکی کیا وجہ ہے کہ صاحب ہدایہ وغیرہ استعمال جلد ضحیہ کو خانگی ضروریات میں جائز لکھتے ہیں چنانچہ ہدایہ میں ہے، او یعمل[3] منہ آلۃ تستعمل فی البیت کالنطع والجراب والغربال ونحوہا لان الانتفاع بہ غیر

---

[1] یہ مقولہ مولانا عبد الحی صاحب مرحوم کا ہے جو انکی کتاب سعایہ میں ہے منہ غفرلہ [2] چنانچہ تمام مسائل کنوئیں کے بارہ میں جو اقوال صحابہ کرام کے ہیں طحاوی شریف کیمرہ؟ اور فتح القدیر میں صحیح سندوں کے ساتھ پورے طور پر نقل کی گئی ہیں من شاء فلینظر

[3] اور جائز ہے قربانی کی کھال سے کوئی چیز اپنے گھر کے لئے بنانا جیسے دسترخوان اور تھیلا اور چھلنی اور مثل اسکے مانند اسواسطے کہ نفع اٹھانا اسکی کھال سے حرام نہیں ہے اور ترجمہ مطلب یہ ہے اگر قربانی کی کھال سے ایسی چیز اپنے واسطے بنالے کہ مدتوں گھر میں باقی رہے جیسے کتاب وغیرہ تو بہتر ہے غفر اللہ لہ

مجرم بلکہ اس کے آگے تحریر فرماتے ہیں ولا باس بان یشتری بہ ما ینتفع بہ فی البیت بعینہ مع بقائہ استحسانا لہذا مکلف ہوں کہ جواب امور مذکورہ سے بنقل روایات ہر امر کو موثق بدلائل فرما کر حتی الوسع جلد روانہ فرمائیں اور اس عریضہ کو استفتا تصور فرما کر اسی کے اوپر جواب ثبت فرمایا جاوے اور اگر کاغذ کی ضرورت ہو تو براہ کرم کریمانہ اسی کے برابر دوسرا ورق لیکر باتی بھی اسپر ثبت فرما کر روانہ فرماویں۔ معروضہ ۲۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۳ھ والسلام علیک آپکا نیاز مند محمد دیدار علی رضوی حنفی الوری۔

نقل افتخار نامہ مولوی رشید احمد صاحب جو بجواب عریضہ مذکورہ بالا شرف صدور لایا

از بندہ رشید احمد بعد سلام مسنون آنکہ بندے کو ایسی تحریر سے معذور فرماویں اور جواب کے نزدیک محقق ہے اوسپر عمل فرماویں اور بندہ نے قیمت جلد ضحیہ کے صدقہ کو وجوب لکھا ہے نہ جلد اضحیہ کو شاید غلطی ہو گئی ہوگی اور وجوب صدقہ قیمت جلد اضحیہ ہدایہ وغیرہ کتب میں مصرح ہے کہ صدقہ مطلقہ واجب پر بولا جاتا ہے فقط والسلام چونکہ ایسی تحریر انجام منجر بنزاع و نفسانیت ہو جاتی ہے بندہ معافی چاہتا ہے آپ ملال نفرمائیں فقط۔ **واضح** ہو چونکہ عریضہ مذکورہ بالا متضمن دلائل قیام بوقت سننے کسی بشارت یا دیکھنے کسی امر فرحت کے اور تحقیق مسئلہ چاہ اور جلد اضحیہ ان تین مسئلوں پر تھا مگر احقر نے ان جزو نہیں بخوف انتشار ذہن ناظرین علیحدہ علیحدہ لکھدیا ہے اور ان تینوں مسئلوں کے جواب میں بھی ایک افتخار نامہ شرف صدور لایا تھا لہذا نقل اس افتخار نامہ کی جسقدر متعلق قیام تھی مسئلہ قیام کے ساتھ نقل کیگئی اور چونکہ جملہ انجام منجر بنزاع و نفسانیت الی آخرہ متعلق مسئلہ جلد ضحیہ کا تھا کہ اس میں فی الواقعہ احقر سے سہواً غلطی ہو گئی تھی یہاں پورا نقل کر دیا گیا کوئی دشمن بنا اپنے پوشیدہ کینہ کو یوں ظاہر نہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ مولانے بلا وجہ تینوں مسئلوں کے جواب میں سکوت فرمایا اور رنجش کے طور سے یہ کلمہ تحریر فرمایا ہرگز نہیں بلکہ فی الواقع جو امر

۱؎ [illegible] چیز اپنے واسطے بدل لی کہ مدتوں گھر میں باقی رہے جیسے کتاب جب [illegible]

جو امر محقق تھا اوسکو لفظ محقق کے ساتھ زینت بخش کر اجازت دیدی اور فرمایا کہ جو آپکے نزدیک امر محقق ہے اوسپر عمل فرماویں مگر مسئلہ جلد ضحیہ میں چونکہ احقر نے سہواً بیجا سوال کیا تھا یہ عبارت بمقتضاء بشریت بگمان قاعدہ اور قرینہ بعض ابناء زمان سراپا مفتن اور فتان کی یہ کلمہ تحریر فرمایا کہ ایسی تحریر انجام منجر بنزاع و نفسانیت ہوجاتی ہے مگر چونکہ احقر کو فقط تحقیق حق منظور تھی جب مینے اپنی غلطی اور سہو کا بہ نسبت سوال مسئلہ جلد ضحیہ عذر کیا مولانا نے قبولیت عذر کا شفقت نامہ متضمن عنایت و شفقت صادر فرمایا اور اس قسم کے فتنہ انداز ہے طبایع کے شکوک کو اچھی طرح زائل کردکھایا چنانچہ اون دونوں خطوں کے نقل بھی درج کیجاتی ہے

نقل عریضہ جو متضمن عذر مذکور روانہ کیا گیا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از فقیر حقیر محمد دیدار علی الحنفی لعالیخدمت مولانا رشید احمد صاحب بعد واجب مولانا واللہ ثم باللہ میر دلمیں نہ سابق میں نہ اب خیال فساد ہے نہ خطرۂ نزاع ہاں البتہ ہم لوگ دیہاتی ہیں ہمارے کسی کلمہ سے اگر یہ خیال مستنبط ہوتا ہو معاف فرمایئے۔ والعذر عند کرام الناس مقبول (ترجمہ) اور عذر بزرگ لوگ قبول کرلیا کرتے ہیں۔ فقط منہ غفرلہ) مگر یہ ارشاد فرمایئے کہ آپ جیسا مفتی بھی اگر سائل کے شبہات کا ازالہ نکرے وہ بیچارہ کیونکہ بلا ملال نکریگا اوس غریب کا دل کس قدر دکھے گا مجھ سے جسقدر قصور سہواً تحریر مذکور میں ہوا وہ یہ ہے کہ سوال بھی قیمت جلد ضحیہ کا تھا اور جواب بھی آپنے بابت قیمت جلد ضحیہ ہی تحریر فرمایا مگر خاکسار کو بوقت تحریر عریضہ استفتا مسئلہ جلد اضحیہ کا ہی خیال رہا لہذا خواہان عفو تقصیر ہوں مگر گذارش یہ ہے کہ اصورت عدم وجوب صدقہ جلد ضحیہ اگر بمعاوضہ جلد تپہر یا چونہ یا بوریا مسجد کے واسطے لیا جاوے جائز ہے یا نہیں جس طرح اپنے واسطے بمعاوضہ جلد ما ینتفع بہ فی البیت بعینہ مع بقائہ (وہ چیز جس سے مدتوں نفع اٹھاتے رہیں جیسے مشک یا کتاب وغیرہ) کو جائز لکھا ہے۔ مکرر گذارش یہ ہے کہ سند جواز یا عدم ہی لکھدیجاوے تو بہت مناسب ہے نقیر کو تصریح امر مذکور نہیں ملتی ہے اور بالتصریح تشفی عریضہ سابقہ ہی اگر منظور نظر ہو تو ہر ارسال خدمت کیا جاوے۔ مورخہ ۱۳ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۳ ہجری المقدس روز یکشنبہ +

نقل مکتوب آخر مولانا جو بجواب عریضہ ہٰذا اشرف صدور لایا

از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون آنکہ چونکہ بندہ بعد مرض شدید کہ امید زیست نہ رہی تھی اب تندرست ہوا ہے نظر اور قوی سب ضعیف ہو گئے مراجعت کتب سے مثل عاجز کے ہو گیا ہے اور کوئی ایسا شخص معاون نہیں کہ اعانت کرے لہذا النقل روایت سے عاجز ہے اور جلد اضحیہ کے بدلے میں پہر پور یا خرید کر اپنی طرف سے مسجد میں اگر ڈالدے تو درست ہے اس میں کچھ حرج نہیں واللہ تعالے اعلم والسلام اگر بندہ کی تحریر سے آپ کو ملال ہوا ہے تو معاف فرمایئے مورخہ ۱۶ محرم الحرام والسلام

فتاوے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مفصلہ ذیل میں (اول) کفنی پر میت کے کلمہ شریف یا آیت شریف لکھنا جائز ہے یا نہیں (دوسرے) استفاط یعنے قرآن شریف معہ نقدی دست بدست تین دفعہ گھومانا اور اس عمل کو میت کے گناہوں کا کفارہ سمجھنا جائز ہے یا نہیں (۳) میت کا جمعہ کے سپرد کردینا یعنی کوئی شخص سنیچر یا اتوار کو فوت ہوا تو بعد دفن اوس کے جمعہ تک چند ملاؤں کو قرآن شریف پڑھنے اس اعتقاد سے بٹھانا کہ انکی موجودگی میں یہ قرآن مجید پڑھتے رہیں گے عذاب قبر اور سوال جواب منکر نکیر تا جمعہ نہو گا (۴) مردہ کو قبر میں رکھ کر ایک ایک مٹھی خاک پڑھ کر یعنے مٹھی پڑھ کر سر اوس کا قبر کے اندر یا زمین میت کے رکھنا بعدہٗ قبر کا بند کرنا۔ (۵) بعد تیاری قبر۔ قبر پر چادر اوڑھا کر اور شیرینی اسکے اوپر رکھ کر فاتحہ پڑھنا۔ (۶) قبر سے ۴۰ قدم شکر یعنے جاکر پھر فاتحہ کا پڑھنا ہی (۷) بعد دفن میت وسکے مکان پر واپس آنا اور فاتحہ کا پڑھنا۔ (۸) محفل میلاد (۹) قیام محفل میلاد۔ (۱۰) گیارہویں پیران پیر صاحب کی (۱۱) سویم و چہلم وغیرہ مروجہ جائز ہے یا نہیں۔ ایسے عمل کرنے سے اہل میت کے میت و اہل میت کس قدر مستحق ثواب کے ہونگے یا کہانتک باعث عتاب بینوا توجروا

انقط الجواب :۔ (۱) میت کے کفن پر کلمہ شریف یا آیت شریف لکھنا جائز نہیں کہ اسمیں اہانت کلمہ شریف و آیت شریف کی ہے

شامی وغیرہ نے اسکو منع لکھا ہے (۳) استقاط بہیئت کذائیہ بدعت ہے گناہوں کا کفارہ اسکو
سمجھنا لغو ہے (۳) میت کا جمعہ کو سپرد کرنا بدعت ہے یہ سمجھنا کہ اس طریق سے جمعہ تک میت
عذاب قبر وسوال وجواب نکیرین سے محفوظ رہیگی۔ باطل عقیدہ ہے (۴) اس فعل کی
بھی شریعت میں کچھ اصل نہیں وارد اس قدر ہے کہ حاضرین آیۃ کریمہ منہا خلقناکم الآیہ پڑھکر
اپنے ہاتھوں سے قبر میں مٹی ڈالیں (۵) چادر اور شیرینی رکھکر فاتحہ پڑھنا بھی خلاف سنت ہے
اس وجہ سے بدعت وممنوع ہے (۷) یہ بھی داخل رسم ہے اور بدعت ہے (۸) محفل میلاد
اگر خالی ہو امور منکرہ غیر مشروعہ سے اور یہ پابندی رسم اہل زمانہ نہو تو جائز ومستحسن ہے مگر چونکہ
اس زمانہ میں کمتر یہ مجلس امور غیر مشروعہ سے خالی ہوتی ہے اور اعتقاد لزوم ووجوب کا عوام
کے قلوب میں راسخ ہوتا ہے اسراف اور حضور فساق اور پڑھنا روایات موضوعہ کا اور التزام کرنا
ان امور کا جو شرع سے لازم نہیں گویا شعار اس مجلس کا ہوگیا ہے اس لئے بہیئۃ مروجہ یہ محفل
ممنوع اور بدعت ہے اور مرتکب اور مجوز اس کا لاریب مبتدع اور جاہل ہے (۹) (۱۰) (۱۱) قیام
محفل میلاد کو وقت ۔ ۔ ۔ ۔ مخصوص پر ضروری سمجھنا یا معاملہ مثل لازم کے کرنا جیسا کہ مروج
ہے لا اصل ہے شریعت میں اپنی رائے سے کوئی قید لگانا اور امر غیر ضروری کو ضروری خیال
کرنا یا معاملہ مثل ضروری کے اوس کے ساتھ کرنا یہی بدعت ہے اور اسی کی طرف اشارہ
فرمایا ہے اس حدیث شریف میں من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد اسی بنا پر گیارہویں
پیران پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ورسوم وچہلم وغیرہ بدعت ہیں کہ یہ قیود اور تخصیصات دین میں
اپنی رائے سے لگائی گئی ہیں اور امر مطلق شارع کو مقید کیا گیا ہے ساتھ اوقات مخصوصہ
کے اور اس میں طرح طرح کے عقاید خلاف شرع عوام کے قلوب میں راسخ ہیں۔ اس وجہ سے کرنیوالا
ان امور کا جاہل ومبتدع ہے اور میت کو اس صورت میں کچھ نفع پہونچنے کی امید نہیں واللہ اعلم
کتبہ الاحقر عزیز الدین عفی عنہ دیوبندی۔ **الجواب** صحیح بندہ رشید احمد عفی عنہ۔
رشید احمد الاجوبۃ صحیحۃ محمد منفعت علی مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند۔ **الجواب** صحیح خلیل احمد
عفی عنہ۔ الجواب صحیح۔ بندہ محمود عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ یہ سب مورجن قیدوں کے ساتھ مجیب نے ناجائز لکھے ہیں

بلاریب علمائے محققین کے نزدیک بوقت پائے جانے قیود مذکور نا جائز ہیں مگر ہمنے جہانتک دیکھا
اور دریافت کیا وہ قیود ان امور کے ساتھ کہیں بھی نہیں پائے جاتے شاید مجیب نے کہیں دیکھے
ہوں تو غالباً بوجہ غفلت یا التعصب ہی کے علما کے ہوں گے بہرنہج بوقت نہونے ان قیود
کے امور مسطور مجیب کے نزدیک بھی موجب ثواب اور خیر و برکت ہیں چنانچہ تقریر مجیب امر ہذا بھی طرح
ظاہر ہے لیکن مجیب نے چونکہ تصریح اس امر سے کہ بوقت نہونے ان قیدوں کے یہ سب امور موجب
ثواب برکت ہیں سکوت فرمایا ہے بخوف اس بات کے کہ کبھی عوام منشار مجیب کو نہ سمجھیں
اور وجہ بعض امور موجب خیر و برکت کہ جو نزدیک فقہا اور محدثین کے مستحب و مستحسن موجب ثواب ہیں
چھوڑ نہ بیٹھیں انکی تصریح کرنا ضروری سمجھکر مفصلاً معہ دلائل مختصرہ لکھا جاتا ہے اور ہر مسئلہ کی
تفصیل میں عبارت اوسی کتاب کی لکھی جاتی ہے جو مجیب کے نزدیک معتبر ہے اور جواب سوال اول کا
اسکے حوالے سے دیا ہے یعنی کتاب شامی جو شرح درمختار کی ہے (۱) بیشک شامی میں
آیہ یا کلمہ ایسی چیز سے لکھنا جس سے حروف پیدا ہوں جیسے روشنائی وغیرہ نا جائز لکھا ہے
بوجہ خوف ملوث ہونے آیات قرآنی کے نجاست میت سے وقت پھٹنے اوسکے جسم کے مگر فقط کلمہ
کی اونگلی سے بغیر روشنائی وغیرہ کے بعد غسل کے کفن پہنانے سے اول پیشانی پر بسم اللہ اور
سینہ پر لا الہ الا اللہ لکھنے کو جائز لکھا ہے اور موجب خیر و برکت (۲) اسقاط بدین ہیئت یعنی
نقدی یا اناج کے ساتھ قرآن شریف بھی ضرور ہو اور تین ہی بار دست بدست گھمایا جاوے۔
البتہ نظر سے نہیں گذرا گو بلا عقیدہ وجوب یہ بھی امر خیر ہے مگر باب قضاء الفوائت شامی
اور نیز درمختار میں مطلب اسقاط الصلوۃ عن المیت میں یوں لکھا ہے کہ اگر میت کے حالت
مرض میں کچھ نماز روزے فوت ہوگئے اور اس نے اس قدر مال بھی چھوڑا کہ اسکی تہائی سے کفارہ
نماز روزہ کا ادا ہوسکے اور وہ کفارہ کی وصیت بھی کر مرا تو وصی پر لازم ہے کہ بدلے ہر نماز روزہ کے
اور اسی طرح بعوض نماز وتر کے آدھا آدھا صاع گیہوں فقیروں کو دے اور اگر تہائی مال میت اتنا نہو
یا اوسنے وصیت نہ کی اور ولی میت اپنی طرف سے اسکا کفارہ دینا چاہیے گو اسپر لازم نہیں مگر سب
نماز روزے فوت شدہ کا کفارہ نہ دے سکے تو اندریں صورت اوس مال کو تین چار بار بقدر ضرورت
فقرا میں اس قدر گھما دے اس طرح کہ ولی ایک کو بخشے وہ دوسرے کو وہ تیسرے کو علی ہذا یہانتک کہ وہ

مال اوسکے تمام روزے نماز فوت شدہ کے مقدار کو پہنچ جاوے تو موجب ثواب ہے بلا اس بحث میں لکہا ہے کہ اگر میت نے باوجود مالدار ہونے کی وصیت نہ کی یا مقدار کفارہ سے کم مال کے کی تو میت مذکور گنہگار رہیگا یہ خلاصہ ہے تمام عبارت درمختار اور شامی کا۔ (۳) جواب سوال سوم صحیح ہے اور بلا شبہ یہ عقیدہ رکہنا کہ حافظ قرآن قبر پر جمعہ تک بیٹہا رہنے سے سوال نکیرین نہیں ہوتا۔ بالکل بے اصل ہے یہ مضمون کسی روایت میں میری نظر سے نہیں گذرا البتہ فصل سوم باب دفن المیت مشکوۃ شریف میں ہے بحوالہ مسلم شریف حضرت عمرو بن عاص (صحابی جلیل القدر ہیں) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جانکنی کے وقت اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی تہی کہ جب میں مر جاؤں میرے جنازہ کے ساتھ نہ آگ لیجانا نہ کسی رونیوالی کو لیجانا اور جب مجھکو دفن کر چکو مجہ پر مٹی ڈالکر میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھیرے رہنا جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جاوے تاکہ مجہکو تمہاری وجہ سے تسلی رہے اور میں جان لوں کہ میرے خدا کے بہیجے ہوئے فرشتوں سے میں کس طرح نمٹتا ہوں۔ اسی بنا پر فقہا تحریر فرماتے ہیں کہ قبر کے اندر آگ کی پکی ہوئی چیز جیسے پختہ اینٹ یا پختہ برتن یا چونہ یا قلعی استعمال میں نہ لایا جاوے نہ جنازہ کے ساتھ آگ یا حقہ لیجاویں اور قبر میں جنازہ رکہنے والے یہ پڑہتے رہیں بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور قبر کو مٹی سے اونٹ کی کوہان کے برابر درست کر کے سرہانے کی جانب سے پائنتے تک پانی چہڑکیں اور قبر پر مٹی ڈالتے وقت سب تین تین لپ بہلے مٹی ڈالتے جاویں اور یہ آیہ مٹی ڈالنے کے وقت پڑھیں منہا خلقنٰکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخریٰ اور قبر کے سرہانے اگر بہت بڑا پتہر بہی اس غرض سے کہڑا کر دیں کہ قبر کا نشان معلوم رہے تو یہ بہی سنت ہے مشکوۃ شریف میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے سرہانے اسی غرض سے بہت بہاری پتہر رکھدیا تھا۔ جوہرۃ النیرۃ میں ہے بعد دفن کرنے کے یہ بہی مستحب ہے کہ جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے تقسیم کر سکیں چند آدمی قبر کے قریب بیٹھ کر قرآن پڑہتے رہیں اور میت کے لئے دعا مغفرت کرتے رہیں۔ سنن ابوداؤد میں ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بعد دفن قبر کے قریب کہڑے رہتے اور فرماتے دعا بخشش کرو اپنے بہائی کے لئے اور ثابت قدم رہنے کے جواب نکیرین میں اس واسطے کہ وہ اس وقت سوال کیا جاتا ہے اور عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مستحب سمجہتے تہے قبر پر (یعنے قبر کے سرہانے پائنتیں) سورۃ بقر کی اول اور آخر کی آیتیں پڑہنے کو انتہی اور حدیث مذکور ابوداؤد سے یہ بہی ثابت ہوگیا کہ آدمیوں کا قبر کے پاس کہڑا رہنا

یا میت کیلئے قرآن مجید پڑھتے رہنا سوال نکیرین کو مانع نہیں ہوتا لہذا چالیس قدم ہٹکر فاتحہ پڑھنا یا جمعہ کے
سپرد کرنا اس عقیدہ سے کہ میت سوال نکیرین سے بوجہ بیٹھنے حافظوں کے جمعہ تک اور تلاوت قرآن
مجید کے محفوظ رہیگی یا بوجہ پڑھنے آدمیوں کے چالیس قدم نکیرین سوال نہ کریں گے بلاشبہ بدعت ہے
اور ناجائز۔ ہاں سوال نکیرین سے محفوظ رہنے کیلئے طحطاوی مراقی الفلاح میں کبیر طبرانی سے یہ حدیث
منقول ہے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے
کوئی مرجاوے اور اسکی قبر کی مٹی برابر کر چکو چاہیئے کہ ایک آدمی قبر کے سرہانے کھڑا ہوکر کہے اے فلاں
بیٹے فلانے کے وہ تمہاری آواز سنتا ہے گو جواب نہیں دیتا پھر اسی طرح کہو وہ بیٹھ جاتا ہے پھر
اسی طرح اسکو پکارو تیسری دفعہ میں وہ کہتا ہے تجھ پر خدا رحم کرے مجھ کو ہدایت کر مگر تم نہیں سنتے
لہذا چاہیئے کہ اب وہ آدمی کہے یاد کر تو اس بات کو جس پر تو دنیا سے رخصت ہوا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ رَضِیْتُ بِاللہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِیًّا
وبالقرآن اماما پس منکر نکیرین کہتے ہیں چلو اب یہاں بیٹھنا فضول یہ تو اپنی حجت تلقین کر دیا گیا
اس آدمی نے عرض کیا اگر میت کی ماں کا نام معلوم نہ ہو آپنے فرمایا فلاں بن حوا کہکر پکارے اسی واسطے
شافعیہ اس طرح تلقین کو مستحب فرماتے ہیں اور حنفیہ بھی اچھا سمجھتے ہیں سراج میں ہے اور امیر
حاج بھی فرماتے ہیں کہ قدیم سے اہل شام کا اسپر عمل چلا آتا ہے پھر سرہانے یا پائنتیں تک پانی
چھڑک کر سب دعا مغفرت و ثبت کریں **جواب سوال پنجم** شیرینی وغیرہ کے ساتھ الحمد و قل وغیرہ
پڑھکر اس کا ثواب میت کو پہونچا کر غرباء اہل اسلام کو تقسیم کر دینا یا کھلا دینا اہل سنت کے نزدیک مالی بدنی
ثواب میت کو پہونچتا ہے .... البتہ قبر یا چادر قبر پر رکھکر ثواب پہونچانے کو
لازم سمجھنا بلاشبہ بدعت بے اصل ہے **جواب سوال ششم** ضمن جواب سوال اول میں گذر چکا ہے۔
جواب سوال ہفتم صحیح ہے اگر میت کے گھر والے آپکو اور فاتحہ پڑھنے کو موجب ثواب سمجھیں اور اگر
بغرض رفع وحشت اہل میت اہل مصیبت کو گھر تک پہونچا دیں اور دعا صبر و استقامت بھی اہل
میت کے حق میں کر دیں اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ امید ثواب ہے اس واسطے کہ بدعت وہ فعل ہے
جسکی اصل دین میں نہ پائی جائے اور اسکو دین کی بات سمجھکر کیا جاوے **جواب سوال ہشتم و نہم**
خطوط احقر اور خطوط جواب مولوی رشید احمد صاحب کے جو معہ تمہید درج رسالہ ہذا میں ظاہر ہے

اور اگر گیارہویں شریف کو جو عبارت ہے ایصال ثواب سے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اور سوم
جسکو کہیں تیجہ کسی ملک میں زیارت کہیں پھول کہتے ہیں اگر اسکو تیسرے ہی دن کرنا کوئی عقیدہ واجب
سمجھے اسی طرح چہلم برسی کو چالیسویں ہی دن اور برسویں ہی دن تو بلاشبہ یہ تعین بے اصل اور
بدعت ہے اور اگر یہ سمجھکر گیارھویں تاریخ گیارھویں کیجاوے کہ یہ دن مذکر ہے ان کے انتقال
دار الحزن دنیا سے دار السرور آخرت کی طرف تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شہدائے احد شہید
ہوئے تھے وہی دن معین کرکے شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لیجایا کرتے تھے۔ چنانچہ مولانا شاہ
عبدالعزیز علیہ الرحمۃ چونکہ روز وفات معین کرکے برسویں دن اپنے والد ماجد مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ
کا عرس کیا کرتے تھے بجواب مولوی عبدالحکیم پنجابی مرحوم زبدۃ النصائح میں تمام دلائل استحسان عرس
بیان فرماکر دلیل تعین یوم میں یہی حدیث نقل فرماتے ہیں۔ اور سوم چہلم برسی کے متعلق تفسیر
عزیزی میں ماتحت آیہ کریمہ والشفق واللیل وما وسق یہ مضمون تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث شریف
میں آیا ہے کہ مردے کی حالت (قرب زمانہ موت میں) ڈوبنے والی کیسی حالت ہوتی ہے جیسے
وہ امداد اور دستگیری کا محتاج اور امیدوار رہتا ہے۔ اسی طرح میت بھی امیدوار ثواب رہتی
ہے اور صدقات اور دعا اور فاتحہ اوس وقت میت کے سبب کام آتی ہیں۔ یہی وجہ ہے بہت لوگ
ایک برس تک خصوصاً ایک چلہ تک بعد موت کے ایصال ثواب کے ساتھ میت کی امداد میں کوشش
کرتے رہتے ہیں اور روح مردے کے اکثر خواب میں زندوں سے ملتی رہتی ہے پھر سوم چہلم برسی
میں علاوہ بریں شیرینی یا طعام بطریق صدقہ کے فقرا کو اور بطریق ہدیہ کے امرا کو کھلا کر ثواب صدقہ
وہدیہ پہونچایا جاتا ہے۔ جس کا انکار کوئی سنی نہیں کرسکتا یا بطریق سیپارہ خوانی حضار جلسہ دو چار سو
بجلس قرآن ختم کرکے اس کا ثواب اموات کو پہونچایا جاتا ہے جو عبادت بدنی ہے اور عبادت بدنی کا ثواب
پہونچانا بھی متفق علیہ اہل سنت ہے کما ھو مصرح فی الشامی وغیرہ من کتب الفقہ اب رہا
یہ امر کہ اکٹھے ایک جگہ جمع ہو سیپارہ خوانی بھی درست ہے یا نادرست آخر صفحہ ۳۲ کتاب العلم مشکوۃ شریف
میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ جمع ہوئی
کوئی قوم کسی گھر میں اللہ کے گھروں سے کہ پڑھتے ہیں وہ سب قرآن کو اور آپس میں پڑھتے پڑھاتے ہیں
مگر ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور رحمت خدا ان کو ڈھانک لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں

اور السدان کا ذکر ملائکہ مقربین میں کرتا ہے چنانچہ بموجب حدیث مذکور اکٹھے ہو کر سب کا پوشیدہ پڑھنا یا ایک کا جہر سے پڑھنا اور سب کا سننا اور باہم پڑھنا پڑھانا اس روایت عالمگیریہ سے ظاہر ہے جلد پنجم باب الرابع فی الصلوٰۃ والتسبیح عالمگیریہ میں ہے ایک جماعت ناظران قرآن مجید پڑھتی ہے یا ایک ہی اکیلا پڑھ رہا ہے۔ اور کوئی بزرگ کامل عالم یا سید یا کسی کا اور نہیں باپ یا استاد آ گیا تو قاریان کو کھڑا ہونا جائز ہے اور یہی مضمون قاضی خاں میں ہے البتہ اکٹھے ہو کر سب کا یکبار گی پڑھنا مکروہ ہے چنانچہ باب مذکور جلد پنجم عالمگیریہ میں ہے اکٹھے ہو کر باواز بلند قرآن مجید کا پڑھنا مکروہ ہے اس واسطے کہ جب سب پڑھینگے تو قرآن کا سننا جو سب پر واجب ہے فوت ہو گا۔ ایسا ہی قنیہ میں ہے اور سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ جو سوم وغیرہ میں اکثر جگہ گٹھلیوں پر یا بیٹھے ہوئے چنوں پر بجائے شمار دانہائے تسبیح پڑھتے ہیں علاوہ قرآن مجید تمام اذکار کا اکٹھے ہو کر پوشیدہ اور بلند آواز سے بالاتفاق جائز ہے البتہ پوشیدہ پڑھنا افضل ہے بلکہ حل مشکلات کے واسطے جماعت کثیر کے ساتھ بہ نیت دعا سورہ فاتحہ پڑھنا کسی مقدار معین پر آواز سے خواہ پوشیدہ اگرچہ بعض کے نزدیک مکروہ ہے مگر مختار قاضی بدیع الدین رحمہ اللہ یہی ہے بلا کراہت جائز ہے اور قاضی ہے اور جن نمازوں کے بعد سنت ہیں قبل سنت آواز سے پڑھے خواہ پوشیدہ بلا شبہ مکروہ ہے ہکذا فی العالمگیریۃ فی صفحہ ۳۵ من الجزء الخامس بلکہ بغرض نفع عام کہ ایک دو کو یاد ہو پڑھتا دیکھ کر سب پڑھیں سورہ فاتحہ کو بہ نیت دعا اور آیۃ الکرسی اور آخر سورہ بقر اور شہد اللہ انہ لا الہ الخ کو بھی آواز بلند پڑھنا اکثر علماء محققین نے جائز رکھا ہے گو پوشیدہ پڑھنا سب کے نزدیک اولیٰ ہے مگر اذکار کا خواہ وہ تسبیح ہو یا لا الہ الا اللہ خواہ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کا ذکر پڑھنا اس سبب سے کہ سب مل کر پڑھنے لگیں بلا شبہ اولیٰ اور افضل ہے اور جو چنے وغیرہ پڑھنا نہ کوئی مستحب سمجھے نہ مستحسن بلکہ بغرض رفع وقت شمار رکھا ہے ۱۲ سیر چنے عموماً منگوا لیتے ہیں اور اس میں یہ بھی مصلحت ہوتی ہے کہ ان چنوں کو ہدیۃً خواہ صدقۃً غریب والوں کو دیکر ان کا ثواب بھی میت کو پہونچا دیتے ہیں واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد الراجی ابو محمد محمد عبد الرعلی الحنفی المجددی القادری ولقش بندی غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولاساتذہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انصاف اور تحقیق حق کا نتیجہ اگر انصاف ہو اور علماء سے نفسانیت جاتی رہے ہر مختلف فیہ
مسئلہ کا بہت جلد فیصلہ ہو سکتا ہے جس کا نمونہ ہدیۃً ناظرین ہے اور بے انصافی کا نمونہ خطوط
مسطورہ رسالہ ہذا سے ظاہر ہے۔ تقریباً تیس سال کا عرصہ ہوا کہ خاکسار بتقریب شادی برادر شیخ غلام محمد مرحوم
ٹھیکہ دار لودھیانوی جو بڑے مخیر اور علم دوست تھے خاکسار لودہیانہ گیا تھا۔ اور چونکہ مولانا عبدالعزیز
صاحب مرحوم لودھیانوی کے یہ سب لوگ عقیدتمند تھے ہمراہ ٹھیکہ دار صاحب مرحوم مولانا ممدوح
سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ مولانا ایک کاپی لکھ رہے تھے شیخ صاحب مرحوم نے پوچھا یہ کیا لکھا جا
رہا ہے فرمایا بدعتیوں نے دیوبند ایک رسالہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کی
طرف منسوب کر کے جس کا نام فیصلہ ہفت مسئلہ ہے شائع کیا ہے۔ اس کا رد لکھ رہا ہوں میں نے
کہا اس کا رد کیا ہوگا۔ فرمایا اول تو میں نے یہی لکھا ہے کہ یہ رسالہ حاجی صاحب مرحوم کا نہیں ہے
میں نے عرض کیا ابھی حاجی صاحب مرحوم زندہ ہیں بذریعہ خط اول ان سے دریافت فرمالیجیے
یہ فی الواقع انہی کا ہے۔ مولانا کرامت اللہ خانصاحب مد اللہ ظلہٗ مولانا سید حمزہ صاحب دہلوی
مولانا نواز احمد حسن کو حاجی صاحب مرحوم نے اپنے ہفت مسئلہ کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب
گنگوہی کے سمجھانے اور رفع نزاع کرنے کو بھیجا تھا۔ گواہ ہیں اور یہ سب حضرات حاجی صاحب
مرحوم کے خلیفہ ہیں اور مولانا محمد افضل صاحب بخاری ثم اکبر آبادی خلیفہ حضرت حاجی صاحب
مرحوم نے فیصلہ ہفت مسئلہ کی نسبت جو حاجی صاحب مرحوم کی خدمت میں جو عریضہ بھیجا تھا
اس کا جواب میں نے خود پڑھا ہے حاجی صاحب نے بعد تحریر اپنی ضعف و مرض کی حالت کی تحریر فرمایا
تھا کہ افسوس مرحوم نے فیصلہ ہفت مسئلہ بفضلہ تعالےٰ ہفت اقلیم میں مقبول ہو گیا مگر ہندوستانیوں
کو ابھی اسی میں تامل ہے کہ میرا ہے یا نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (مولانا عبدالعزیز صاحب۔)
خیر اگر فیصلہ ہفت مسئلہ حاجی صاحب ہی کا ہے تو حاجی صاحب عالم نہیں ہیں جو ان کا قول حجت ہو
(محمد دیدار علی) عالم نہیں عالمگر تو ضرور ہیں تمام علماء دیوبند وغیرہ کے عقائد و اعمال کا انہی پر دار و
مدار ہے یہ سب ان کے مرید ہیں۔ (مولانا عبدالعزیز صاحب لودھیانوی) کیا ایک حاجی صاحب کے

لکھنے سے بڑے بڑے اکابر علمائے رسائل جو رد قیام مجلس میلاد شریف میں لکھے گئے ہیں بیکار ہو جاویں گے۔ (محمد دیدار علی) اگر سنت ہونا قیام فرحت کا بوقت استماع ذکر ولادت حدیث صحیح سے ثابت ہوجاوے بلا سے وہ سب رسائل بیکار ہوجاویں ہو جاوئے۔ (مولانا عبد العزیز) بوقت استماع ذکر ولادت شریف مجلس میلاد میں قیام کا سنت ہونا کونسی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ ابھی تک بدعت حسنہ ہونے میں علما کو کلام ہے پھر آپکا قیام کو سنت کہنا تو کیا ہی کلام ہے۔ ذرا میں بھی سنوں وہ کونسی حدیث صحیح ہے۔ (محمد دیدار علی) مولانا سُنئے اور بغور سُنئے کتاب النکاح صفحہ ۷۷۵ بخاری شریف میں ہے

عن انس رضی اللہ عنہ قال ابصر النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم النساء والصبیان مقبلین قال حسبت من عرس فقام النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ممتنا فقال اللھم انتم من احب الناس الی قالھا ثلث مرار اور صفحہ ۷۷۸ میں ہے ابصر النبی صلے اللہ علیہ وسلم نساء او صبیانا مقبلین من عرس فقام ممتنا فقال اللھم انتم من احب الناس الی اور توشیح شرح بخاری میں ہے قولہ قام ممتنا ای فرحا بھم وھو فی الفضائل قام ممثلا یقال اذا انتصب قائما انتھی مختصرا اور فتح الباری میں ہے ممتنا ای متکلفا نفسہ ذٰلک

حدیث سے بموجب شروح مذکورہ ظاہر ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض اظہار فرحت و مسرت کے انصار کی شادی سے قیام فرمایا اور پھر کھڑے رہے لامحالہ بغرض اظہار مسرت بتکلف کھڑا ہونا اور کھڑا رہنا واقعہ فرحت و مسرت کو دیکھکر سنت فعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔ (مولانا عبد العزیز) بیشک صحیح ہے مگر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے پھر دوبارہ تو کبھی اس شادی کا ذکر سنکر قیام نہیں فرمایا اسی طرح جو شخص اول دفعہ ذکر ولادت سُنے کھڑا ہوجاوے نہ کہ پھر دوبارہ جب سنے جبھی کھڑا ہو (محمد دیدار علی) جزاک اللہ بیشک ذکر ولادت کی خوشی دوسری خوشیوں کے برابر ہے تو ایسا ہی چاہیئے۔ مگر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے جب حضور سے دریافت کیا گیا کہ ہر پیر کو روزہ رکھنے کی کیا وجہ ہے آپنے فرمایا

خلاصہ ترجمہ:- انس فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند عورتوں اور لڑکوں کو ایک شادی سے آتا ہوا دیکھکر بغرض اظہار مسرت بتکلف قیام فرمایا پھر کھڑے رہے پھر فرمایا تم مجھکو سب آدمیوں سے زیادہ پیارے ہو۔ منہ غفرلہ

پیر کو ہی میں پیدا ہوا ہوں اور پیر ہی کو مجھپر قرآن اوتارا گیا ہے یہ مضمون حدیث صحیح مسلم شریف کا ہے
جس سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی ہی ایسی ہے کہ جسکی خوشی اور شکریہ کا روزہ
خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر ہر پیر کو رکہتے ہیں پہر امتی تو زیادہ تر مستحق ہیں کہ اس خوشی کی خوشی
میں ہر برس بلکہ ہر ماہ بلکہ ہر پیر کو خوشی منایا کریں کبہی شیرینی تقسیم کرکے کبہی دوست احباب کو اخلاص سے
کہانا کہلا کر کبہی غربا مساکین کو کہلا کر کبہی عود و عنبر یا لوبان سلگا کر کبہی روزہ رکہکر کبہی بوقت
استماع ذکر ولادت کہڑے ہو کر کبہی ادب سے ذکر ارہاصات و معجزات سنکر کبہی سنا کر کبہی
ان جمیع آثار مسرت اور شکر کو بنام نہاد مجلس میلاد جمع کرکے یہی ایک خوشی ہے جسکی شکریہ اور اظہار
مسرت کی ہر پیر کو تجدید کیجاتی ہے۔ (مولوی عبد العزیز صاحب) یہ سب کچھ جو آپنے فرمایا مسلم
مگر اس کی کیا وجہ ہے کہ جب مجلس میلاد منعقد ذکر ولادت کیا جاوے جب تو یہ موجب اظہار مسرت
اور قیام ہو۔ اور اگر اب وہی ذکر کیا جاوے یا تنہا اس ذکر کو کوئی پڑہے یا سنے اس وقت قیام
کیوں نہیں کیا جاتا کیا بلا انعقاد مجلس وہ ذکر موجب اظہار مسرت و قیام نہیں ہوتا۔ (محمد دیدار علی)
کیوں نہیں آپ پڑہیے میں سنکر دیکہئے کہڑا ہوتا ہوں یا نہیں اگر آپ سو بار اس ذکر خیر کی تکرار
فرماویں گے میں سو بار ہی قیام بغرض اظہار مسرت سنت فعلی سمجہکر کروں گا (مولوی عبد العزیز
صاحب) مقام افسوس ہے کہ سجدہ تلاوت تو ایک جلسہ میں سو بار ہی پڑہا جاوے تو ایک ہی بار
واجب ہو۔ اور اس قیام میں آپ کو اس درجہ غلو کہ سو بار ہی اگر ذکر ولادت سنا جاوے تو آپ
سو بار ہی قیام کریں۔ (محمد دیدار علی) مولانا سجدہ تلاوت یہی مناسب تو یہی تہا کہ سو بار پڑہنے
سے سو بار ہی کیا جاوے مگر ایک بار واجب ہونے کی علت فقہانے کیا لکہی ہے (مولانا عبد العزیز
صاحب) رفع تکلیف (محمد دیدار علی) مولانا اسیطرح اگرچہ یہ ذکر مبارک ہر وقت موجب اظہار
مسرت و قیام ہے مگر بغرض رفع تکلیف علما کرام نے ادسی مجلس کے ساتہہ مخصوص رکہا ہے جو
بغرض اظہار مسرت بذکر ولادت منعقد کیجاوے ورنہ وہ ایک مشک کلما کررتہ یتضوع یعنے یہ ذکر
مبارک وہ مشک ہے جتنا اسکو مکرر رگڑو اتنی خوشبو کہلتی ہی چلی جایگی (مولانا عبد العزیز
صاحب) مولانا حق یہ ہے کہ دونوں ہی طرف افراط و تفریط ہو گئی ہے (محمد دیدار علی)
پس مولانا اب خدمت عالی میں گزارش یہ ہے کہ اب یہ رسالہ نہ چہپے اور اس کی رد میں

کبھی آپ جیسے منصف حق پسند کا قلم نہ اٹھے فقط چنانچہ اس واقعہ کے بعد کی مولانا ممدوح سے
کوئی تحریر بنظر خاکسار سے نہیں گذری اللہ تعالیٰ نے مولانا کو جنت الفردوس میں جگہ دے دی ہے
گروہ علما حال میں ایسا منصف کسی نہیں پایا۔ فقط

مناظرہ دیوبندیہ اور ان کی حق پوشی اور دھوکہ بازی

اس امر کے متعلق کہ اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کل ماکان و مایکون کا علم عطا فرما دیا تھا۔ تقریباً عرصہ نو سال کا گذرا ہوگا جلسہ سالانہ انجمن نعمانیہ منعقد ہو رہا تھا جس سال مولانا حامد رضا خاں صاحب مدظلہ بھی تشریف لائے تھے اور مدرسہ انجمن نعمانیہ اکثر مدرسین اور طلبہ وہابیہ سے بھرا ہوا تھا۔ اور مدرس اول مولوی عبدالعزیز صاحب تھے جن کے دام تزویر میں دریا والا قصبہ گوجرانوالہ پھنسا ہوا ہے مدرسین مذکور نے یہ تدبیر کی کہ خود علیحدہ رہے تاکہ ذمہ واری منتظمین مدرسہ پر کھل نجادے اور اپنا ہم مذہب ایک مولوی جو انکے گمان میں بڑا اچھا خوشخوان لائلپوری سے بلایا جس کا نام مجھکو یاد نہیں رہا اور مولانا حامد رضا خاں صاحب کے بعد اختتام جلسہ حجرہ مغربی مدرسہ میں وقت تنہائی کا دیکھکر پھرا ناچاہا۔ خاکسار بھی موجود تھا۔ میں نے لائلپوری صاحب سے کہا مناظرہ باہمی علما ہوا کریگا۔ اول براہ کرم آپ میری تشفی فرمائیں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپکے نزدیک افضل الرسل ہیں یا نہیں کہا بیشک افضل الرسل ہیں میں نے کہا اگر فی الواقع یہ آپکا عقیدہ ہے یہ مضمون کہ حضور افضل الرسل ہیں اپنے قلم سے لکھکر دستخط کر دیجئے۔ اول دیر تک لکھنے سے انکار رہا آخر مجبور ہو کر لکھ تو دیا مگر دستخط نہ کئے۔ آخر خاکسار نے کہا کہ اللہ جلشانہ اپنی کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے وعلم آدم الاسماء کلہا الف لام استغراق کا اور پھر کلہا کے ساتھ ہو کر جیسے صاف ظاہر ہے کہ اللہ جلشانہ نے تمام افراد ماکان و مایکون کے صور مثالی دکھا کر ان کی حقیقت بتا کر حضرت آدم کو سب کے نام سکھا دیئے تھے۔ کیونکہ نام جاننے سے عالم نہیں کہا جاتا تا وقتیکہ ان ناموں کی صور مثالی دیکھ کر ان کی حقیقت نہ جانے جیسا کہ آگے پڑھئے فقال انبئونی باسماء ھؤلاء یعنی پھر فرشتوں پر حقائق ماکان و مایکون اور ان کی صور مثالی پیش کر کے فرمایا مجھکو تم ان چیزوں کے نام سے خبر دو پھر قبل ظہور اس عالم کے وہ چیزیں حقیقت اور صور مثالی جملہ افراد ماکان و مایکون ہی تھی جنکی حقیقت دکھا کر ان کے کل نام آدم علیہ السلام کو سکھا دیئے۔ پھر جب آدم علیہ السلام ماکان و مایکون ہوئے۔ تو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تو افضل الرسل ہیں لامحالہ آپ کا علم بوجہ فضیلت آدم علیہ السلام سے بہت زاید ہوا ثابت ہمنے کر دیا آپ کو اگر وسعت علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آدم علیہ السلام ناگوار ہے تو آدم علیہ السلام سے اس علم کا چھین لینا آپ ثابت کر دیں کہنے لگا اللہ جلشانہ فرماتا ہے ولقد عھدنا الی ادم من قبل فنسی اس آیہ کریمہ سے کل علم عطا شدہ کا بھول جانا ثابت ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ آیہ کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ ہمنے پہلے سے آدم علیہ السلام سے عہد لیا تھا جس کو وہ بھول گئے۔ اور وہ عہد گیہوں کے نہ کھانے کا تھا مگر دھوکا دہی آپ کا ہی کام ہے اس پر طلبہ اور مدرسین نے شور مچا دیا اور مجلس برخاست ہوئی

طریق ختم و ایصال ثواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اکثر ختم اور ایصال ثواب کے وقت جو پنج آیات کریمہ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔
اور مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ اور اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ وغیرہ مختلف آیتوں کو
پڑھتے ہیں۔ آیا مختلف آیتوں کو بحسب موقع و مقام اور شوق قلبی جگہ جگہ سے جمع کر کے پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟
اکثر وہابیہ اسطرح جمع کر کے پڑھنے کو منع کرتے ہیں۔ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا۔

الجواب وہو الموفق للصواب

جائز ہے بلکہ مستحب۔ صفحہ ۵۱۰ سنن ابو داؤد مع الشرح مطبوعہ مطبع انصاری دہلی میں ہے
حَدَّثَنَا اَبُوْ حُصَیْنِ بْنُ یَحْیَی الرَّازِیُّ۔ نا۔ اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ خَرَجَ لَیْلَۃً فَاِذَا ھُوَ بِاَبِیْ بَکْرٍ یُصَلِّیْ یَخْفِضُ صَوْتَہٗ وَمَرَّ بِعُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَھُوَ یُصَلِّیْ رَافِعًا صَوْتَہٗ فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَرَرْتُ بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ تَخْفِضُ صَوْتَکَ قَالَ قَدْ اَسْمَعْتُ
مَنْ نَاجَیْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِعُمَرَ مَرَرْتُ بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ رَافِعًا صَوْتَکَ
قَالَ اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّیْطَانَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُکَ یَا بِلَالُ وَاَنْتَ تَقْرَاُ مِنْ ھٰذِہِ السُّوْرَۃِ وَمِنْ
ھٰذِہِ السُّوْرَۃِ قَالَ کَلَامٌ طَیِّبٌ یَجْمَعُہُ اللّٰہُ بَعْضَہٗ اِلٰی بَعْضٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّکُمْ
قَدْ اَصَابَ۔ اَقُوْلُ وَرُوَاتُہٗ کُلُّھَا ثِقَاتٌ اَوْ مَقْبُوْلٌ وَھٰکَذَا رُوِیَ بِسَنَدٍ اُخْرٰی فِیْ تَفْسِیْرِ الْخَازِنِ فِی الْمَعَالِم
ترجمہ یعنے مجتبیٰ معروف بسنن ابی داؤد میں بروایت راویان ثقات اور مقبول مروی ہے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مقدسہ
سے باہر تشریف لیگئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آہستہ آہستہ نماز میں قران مجید
پڑھ رہے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف جو تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کو دیکھا کہ باآواز بلند نماز میں تلاوت فرما رہے ہیں۔ صبح دونوں مقبولان بارگاہ ایزدی خدمت
اقدس میں حاضر ہوئے۔ فرمایا اے ابو بکر تم بہت آہستہ آہستہ نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے عرض
کیا جس سے مناجات کر رہا تھا اسکو سنا رہا تھا۔ جب حضرت عمر سے فرمایا کہ تم بہت بلند آواز سے

پڑھ رہے تھے۔ عرض کیا کہ حضور! سونوں کو جگار ہا تھا اور شیطان لعین کو بھگار ہا تھا۔ پھر فرمایا اے بلال! میں نے تمکو دیکھا کہ تم کچھ آیتیں کسی سورت سے پڑھتے تھے اور کچھ کسی سورت سے۔ عرض کیا یہ کلام پاک ہے اللہ جلشانہ بعض کو بعض کے ساتھ جمع کرا دیتا ہے یعنے جن آیتوں سے جس بھی سورت سے شوق و ذوق پیدا ہوتا تھا انکو بمشیت ایزدی جمع کرکے پڑھ رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سب صواب کو پہونچگئے انتہی اور اسی طرح اس حدیث کو دوسری سند سے تفسیر معالم اور خازن میں بھی نقل کیا ہے اور غالباً مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ میں بھی ہے۔

حدیث مذکور سے ظاہر ہے کہ بحسب مصلحت اور اقتضا شوق و محبت مختلف آیتوں کا مختلف سورتوں سے نماز میں پڑھنا جائز ہے تو خارج نماز تا وقتیکہ کوئی ممانعت صریح نہ پائی جاوے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ البتہ معاندبے الصاف یہ کہہ سکتا ہے کہ تنہا سب طرح جائز ہے۔ مگر ختم میں پنج آیت اور مختلف رکوع تو اکٹھے ہو کر پڑھتے ہیں۔ لہذا اسطرح اکٹھے ہو کر یکے بعد دیگرے پڑھنا۔ یا سب کا اکٹھا ہو کر پڑھنا ممنوع ہے جیسطرح قرآن مجید عرس حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور عرس حضرت سیدنا و مولانا فضل الرحمان قدس سرہٗ اور عرس حضرت مولانا ارشاد حسین رحمہ اللہ میں پڑھا جاتا ہے۔ چنانچہ فتاوی رشیدیہ میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے عبد العلیم خان ساکن قصبہ رسونگام ضلع مینپوری نے یہ سوال کیا ہے جناب مولانا فضل الرحمان صاحب قدس سرہٗ کا عرس گنج مراد آباد میں ہر سال تاریخ معینہ پر ہوتا ہے۔ بذریعہ اشتہار تاریخ عرس کی تشہیر بھی کیجاتی ہے۔ خاص مریدان سلسلہ کو بذریعہ خطوط اطلاع بھی دیجاتی ہے۔ تاریخ معینہ پر لوگوں کا اجتماع ہو کر قرآن خوانی ہوتی ہے اور ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ قوالی۔ راگ۔ سماع۔ مزامیر و دیگر خرافات وغیرہ۔ روشنی بھی نہیں ہوتی۔ امیدوار ہوں کہ جواب باصواب مرحمت فرماویں کہ میاں صاحب موصوف یعنے بانی عرس کے یہ عقائد بموجب شرع شریف جائز و درست ہیں یا باطل لغویات سے ہیں؟ اسکے جواب میں گنگوہی صاحب لکھتے ہیں۔ عرس کا التزام کرے یا نہ کرے بدعت اور نادرست ہے۔ تعیین تاریخ سے قبروں پر اجتماع کرنا گناہ ہے خواہ اور لغویات ہوں یا نہ ہوں۔ بندہ رشید احمد ۱۳۱۰ھ۔

حالانکہ انکے پیر اور استاذ الاساتذہ مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ جو مولوی رشید احمد کے بھی

دادا پردادا علم حدیث میں ہیں۔ ایسا عرس خود اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا انکی مزار پر جاکر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ بجواب مطاعن مولوی عبدالحکیم صاحب پنجابی زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح میں تحریر فرماتے ہیں:۔
”ایں طعن مبنی است بر جہل باحوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچکس فرض نمیداند۔ آرے تبرک لقبور صالحین و امداد ایشاں بایصال ثواب و تلاوت قرآن مجید و دعا خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علماء۔ و تعیین روز عرس برائے آنست کہ آنروز مذکر انتقال ایشاں میباشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح و نجات است و خلف را لازم است کہ سلف خود را بایں نوع بر و احسان نمائد چنانچہ در احادیث مذکور است کہ ولد صالح یدعو لہ و تلاوت قرآن و اہداء ثواب را عبادت دانستن قرار مبنی بر کمال بلادت و افراط جہل است“۔ انتہی
اور اسی کتاب میں مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا فتویٰ بھی اسی مضمون کے قریب قریب درج ہے لہذا بموجب فتوائے مذکورہ مولوی رشید احمد گنگوہی پیر دستگیر جملہ علماء دیوبند مولانا شاہ عبدالعزیز شاہ ورفیع الدین علیہما الرحمۃ بھی بدعتی ٹھیرے۔ بلکہ بہ نسبت انتقال حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بتاریخ گیارھویں ربیع الثانی تمام گیارھویں اور عرس کرنیوالے علماء و مشائخ دیوبندی اور گنگوہی کے نزدیک بدعتی فاسق فاجر ہوئے۔ مگر حق یہ ہے کہ بموجب حدیث: من قال لاخیہ المسلم یا کافر فقد باء بہا احدھما ان کان کما قال والا رجعت علیہ انکا فسق و فجور انہیں پر ہی لوٹتا ہے۔ اور جب یہ بدعتی اور فاسق ہوئے بلا شبہ انکے پیچھے نماز مکروہ تحریمیہ ہوگی۔ اور انکی تعظیم تکریم کرنیوالا ایمان کی بنیاد ڈھانے والا۔ بلکہ اکٹھے ہوکر قرآن خوانی اور پنج آیت پڑھنی اور تعیین یوم عرس گیارھویں کو بدعت کہنا درپردہ فی الواقع چونکہ چوٹ ہے فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور فعل صحابہ کرام اور فقہاء پر۔ اس بناء پر جو حکم ان دیوبندیوں پر عاید ہوتا ہے وہ خود اہل فہم سمجھ لیں کہ انکی مشین کفر سے کیا کیا کفریات نکلتی ہیں۔ پھر اگر ہم ان کفریات کو گنوانا اور اس مشین کو بند کرنا چاہتے ہیں تو الٹا تہام ہم پر رکھا جاتا ہے کہ اہلسنت نے مشین کفر کی کھول رکھی ہے۔

سنئے اور بغور سنئے صفحہ ۳۲ کتاب العلم مشکوۃ شریف میں ہے۔ ایک حدیث طویل میں بحوالہ مسلم شریف عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ

مِنْ بُیُوتِ اللّٰہِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَیَتَدَارَسُوْنَہٗ بَیْنَہُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْہِمُ السَّکِیْنَۃُ وَغَشِیَتْہُمُ الرَّحْمَۃُ وَحَفَّتْہُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَذَکَرَہُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ ۔ یعنے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی گھر میں اللہ کے گھروں سے کوئی قوم جمع ہوکر اللہ کی کتاب نہیں پڑھتے مگر انپر منجانب اللہ سکینہ نازل ہوتا ہے اور انکو اللہ کی رحمت ڈھانک لیتی ہے اور ملائکہ رحمت انکو گھیر لیتے ہیں اور فرشتوں میں اللہ انکا ذکر کرتا ہے ۔

اور تعیین یوم کے متعلق مثل حدیث تشریف بری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شہداء احد کو سال بسال اور مثل روزہ رکھنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر پیر کے دن معین کرکے شکریہ ولادت باسعادت اور نزول قرآن مجید میں بہت ہیں کہ اس مختصر میں انکی گنجائش نہیں ۔ بسط کے ساتھ ہمنے اپنے رسالہ "رسول الکلام فی بیان المولد والقیام" میں نقل کی ہیں ۔ فقط

غیر مقلدین اور دیوبندیہ کی پہچان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس زمانہ پر آشوب وفتن میں اکثر وہابیہ و دیوبندیہ روافض خوارج نے چونکہ تقیہ اپنا شعار کر رکھا ہے اور تجربہ ہائے متواترہ سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ مدتوں قیام میلاد شریف بھی کرتے ہیں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ بھی سنیوں کے دکھلانیکو دن رات پڑھتے ہیں بلکہ قوالی تک سنتے ہیں اور جب لوگ انکو معتقد ہوجاتے ہیں اور انسے میل جول پورا ہوجاتا ہے پھر امور مذکور کو بدعت اور کفر نہیں بتاتے بلکہ امکان کذب باری جلشانہ اور کلمات توہین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعض حرمت تقلید امام معین تک کی تعلیم دیکر باہم جماعت اہلسنت میں تفرقہ انداز ہوتے ہیں اور پھر ان سیدھے سادے مسلمانوں کا راہ راست پر لانا دشوار ہوجاتا ہے ۔ لہذا ایسے بدمذہبوں کی پہچان کا کیا طریقہ ہے کہ جس ذریعہ سے انکو اول ہی پہچان کر جدا کردیا جائے اور انکو فرقہ بندی اور تفرقہ اندازی کا موقع نہ ملے اور مسلمانوں میں اتحاد قائم رہے اور ان بدمذہبوں کی بدولت خانہ جنگی سے مسلمان محفوظ رہیں اور مسلمانوں میں امن قائم رہے اور انکی بدولت جو گھر گھر فتنہ پیدا ہورہے ہیں انکی بیخکنی ہوجائے ۔ فقط محمد مبارک علی بلگرامی ۔

الجواب وہو الموفق للصواب ۔ جب تم دیکھو کہ بلا خوف جانی ومالی کوئی ملاں یا مولوی یا درویش قادری یا چشتی یا نقشبندی و سہروردی کسی بدعتی مولوی وہابی یا دیوبندی ۔ مرزائی یا چکڑالوی رافضی یا خارجی کی خصوصاً ایسے وہابی کی جسکی نوبت کفر وارتداد تک پہنچگئی ہے تعظیم وتکریم کرتا ہے انکے ساتھ دلی محبت سے پیش آتا ہو وقت بوقت انکی حمایت کرنے لگتا ہو بدمذہب اسکے پاس محبت سے آمد ورفت رکھتے ہیں اسکی تعریف کرتے ہیں خواہ ہزار بار قیام میلاد شریف کرے

قوالی سنے انگوٹھے چومے یا رسول اللہ پکارتا رہے یقیناً جان لو کہ دولت ایمان کا چور اور گمراہ ہے اور پکا بدمذہب گمراہ چنانچہ باب الاعتصام بالکتاب والسنہ مشکوٰۃ شریف میں ہے عن ابراہیم بن میسرۃ قال قال صلی اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ یعنی شعب الایمان بیہقی میں ہے جس نے بدعتی کی تعظیم کی بیشک اس نے اسلام کی دیوار ڈھانے پر مدد کی پھر سمجھ لو کہ مرتد کی مدد کرنیوالا کون ہوگا؟ اللہ جلشانہ اپنے کلام میں فرماتا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ الآیۃ۔ یعنی اللہ اور قیامت پر ایمان والوں کو تم نہ پاؤ گے کہ وہ اللہ اور رسول کی راہ راست میں روک لگانیوالوں سے محبت رکھیں خواہ وہ اُنکے باپ ہوں یا بیٹے۔ علی ہذا استاد یا پیر جب اُنکی بدعقیدگی ثابت ہو جاوے اور مولنا روم علیہ الرحمۃ مثنوی میں فرماتے ہیں

باطلاں را چہ رباید باطلی	عاطلاں را چہ خوش آید عاطلی	زانکہ ہر جنس بباید جنس خود	گاو سوئے شیر نر کے رو نہد
گرگ بر یوسف کجا عشق آورد	جز مگر از مکر تا او را خورد	چوں ابوبکر از محمد برد بو	گفت ھذا لیس وجہ کاذب
چوں نہ بد بوجہل از اصحاب درد	دید صد شق قمر باور نکرد	گر خفاشے راز خورشید خوریست	ایں دلیل آمد کہ آں خورشید نیست
نفرت خفاشگاں باشد دلیل	کہ منم خورشید تابان جلیل	گر گلابے را جعل راغب شود	آں دلیل ناگلابی می بود
	گر شنود قلبے خریدار محک	در محکی اش در آید نقص و شک	

ترجمہ۔ یعنے اہل باطل کی اہل باطل پر ہی نظر پڑتی ہے اور بیکاروں کو بیکار ہی اچھے لگتے ہیں ہر جنس کا میلان اپنی ہی جنس کیطرف ہوتا ہے۔ گائے کبھی شیر کی طرف نہیں جاتی۔ بھیڑیا یوسف علیہ السلام کا عاشق ہو سکتا ہے۔ البتہ مکر و فریب سے اُنکے کھانیکے درپے ہے حضرت صدیق اکبر کو خوشبوئے محمدی ازل سے پہنچ چکی تھی۔ صورت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہی کہدیا کہ یہ صورت جھوٹوں کی نہیں ہے۔ اور ابوجہل کے دل میں چونکہ درد عشق نہ تھا سو معجزہ شق القمر کے دیکھے مگر ایمان نہ لایا۔ پس اگر چمگادڑ آفتاب سے خوف کھائے یقیناً جان لے کہ وہ آفتاب ہی نہیں ہے یعنے اگر وہابی سے عالم محبت رکھے۔ تو یقیناً جان لو کہ وہ مولوی ہرگز سُنی نہیں ہے۔ ہاں چمگادڑوں کی نفرت دلیل ہے اس امر کی کہ بلاشبہ وہ آفتاب آفتاب ہے۔ یعنے اگر تو دیکھے بدعتی فرقہ سُنی عالم سے نفرت کرتے ہیں تو یقیناً جان لے کہ وہ عالم پکا سُنی ہے۔ اگر گبریلا کیڑا گلاب کیطرف رغبت کرے تو یقیناً جان لو کہ وہ گلاب ہرگز گلاب نہیں جس کسوٹی کیطرف کھوٹا سونا مائل ہو جان لو کہ وہ کسوٹی کسوٹی نہیں ہے۔ اسی طرح وہابی اُسی سُنی مولوی سے خوش رہتے ہیں اور اپنے معاملہ کے فیصلہ کے لئے اُسکی طرف دوڑتے ہیں جو دربردہ وہابی ہو۔ فقط

تمت

اطلاع ضروری

رسالہ ہذا میں متعلق قیام میلاد شریف جو دو دلیلیں نقل کیگئیں جنکو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا تسلیم کرلینا۔ یا اُنکے جواب سے اپنا عجز ظاہر کرنا خطوط منقولہ رسالہ ہذا سے ظاہر ہے۔ خلاصہ اُن پانچ دلیلوں کا ہے جنکو بتفصیل تمام ہمنے اپنے رسالہ رسول الکلام من کلام الرسولؐ فی بیان المولد والقیام میں نقل کیا ہے۔ یہ رسالہ منقسم ہے تین باب پر۔ باب اول میں بدعت کے لغوی معنے بیان کرکے حدیث صحیح سے یہ بتایا گیا ہے کہ جو بدعت شرعًا مذموم اور مردود ہے وہ وہی بدعت ہے جو مصداق حدیث مذکور ہو اور جو بدعت یعنی نیا کام مصداق اس حدیث صحیح کا نہیں اُسکو بدعت کہنا شریعت میں اپنی عقل ناقص کو دخل دینا ہے۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ جو نیا کام جسکا ظہور بعد زمانہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہوا ہو اگر اُسکو نہ کوئی فرض جانے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب وہ مرتبہ جواز میں رہتا ہے اور اسکا کرنا مباح۔ اور اصل اشیا میں اباحت مذہب اہلسنت وجماعت ہے، اور اس بحث میں اقوال مختلفہ کی تطبیق۔ اور اگر وہ واجب سنت مستحب کے تحت میں داخل ہو بعض اُسکو واجب سنت مستحب ہی کہتے ہیں اور بعض بدعت واجبہ مسنونہ مستحبہ مثل جمع کرنے قرآن مجید اور کتب احادیث کے اس ترتیب خاص پر اور مثل اعراب اور وقوف اور تعیین رکوعات کی قرآن پاک میں اور مثل تثویب اور روشنی زائد کی مساجد میں خصوصًا بروز ختم قرآن مجید۔ علاوہ بریں چند نظیریں بحوالہ کتب معتبرہ پھر جمیع امور متعاملہ مجلس میلاد شریف مثل تعیین یوم اور گلاب پاشی وغیرہ کا ثبوت احادیث صحیحہ سے اور فضیلت ذکر ولادت اور ثبوت ذکر ولادت باسعادت کا صحابہ کرام سے اور تعامل علمار کرام حجت ہونیکا ثبوت احادیث صحیحہ اور نیز کلام وہابیہ سے۔ تحقیق حدیث مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ۔ بیان اُن امور کا جنکی وجہ سے بعض علمار سلف نے جب لوگ اُن امور نامشروعہ سے باز نہ ہے نفس مجلس کو منع کیا تھا جنکے اقوال مجملًا نقل کرکے مانعین حجت پکڑتے ہیں۔ اور وہ امور فی زمانہ قطعًا کسی مجلس میں نہیں دیکھے گئے۔ بیان اس امر کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کس موقعہ پر قیام فرمایا اور وہ کونسا قیام تعظیمی ہے جو ممنوع ہے یا منسوخ۔ بیان اس امر کا کہ پیغمبر سب زندہ ہیں اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مجالس متبرکہ میں تشریف لاتے ہیں بموجب احادیث صحیحہ اور ایک وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہزاروں جگہ جلوہ افروز ہوسکتے ہیں اور ہوتے ہیں آپ کی زیارت خواب میں حقیقۃً آپ کی ہی زیارت ہے یا حکایات متعلقہ خواب۔ تقاریظ علمار حرمین اور مشاہیر علمار ہندوستان۔ رسالہ ہذا زیر طبع ہے۔ تقریظ مولانا امام الدین گلشن آبادی جسمیں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ تقریبًا ڈیڑھ سو رسالہ اس بحث میں میری نظر سے گذرے مگر ایسے قوی دلائل مینے کسی رسالہ میں نہیں دیکھے فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحقیق المسائل

میثم قادری

دیوبندی دجل کا جواب

مجموعہ مناظرات

تنبیہ ۔ ناظرین رسالہ ہذا پر واضح ہو کہ تقریبًا بتیس سال ہوئے جب بذریعہ خطوکتابت مولوی رشید احمد صاحب سے تحقیق قیام فرحت و اداء شکر جو معمول علماء کرام و صوفیاء عظام اور عامہ مومنین عرب و عجم ہند و سندھ مجلس فی کربلاء سرور انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم میں کیگئی تھی اور اسوقت تک براہین قاطعہ اور حفظ الایمان اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتابیں تقویۃ الایمان وغیرہ سے جو توہین سرورِ عالم حبیب اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم اور توہین اولیا انبیاء اور کلمات کفریہ سے مالامال ہیں بالکل نظر سے نہ گذری تھیں مولوی رشید احمد صاحب کے ساتھ یہ عقیدہ تھا کہ وہ بڑے حامی سنت قامع بدعت معین دین متین ہیں اسیواسطے خطوط مذکورہ رسالہ ہذا میں انکو بہت تعظیم سے یاد کیا گیا تھا مگر بعد مطالعہ کتب مذکورہ مولوی رشید احمد صاحب وغیرہ وہابیہ یقین کامل حاصل ہو گیا کہ فی الواقع یہ لوگ اور انکے متبعین گمراہ ہیں اور گمراہ بنانیوالے اور مستحق تمغہ کفر و شرک ۔ لہٰذا اب طبع ثانی میں جی چاہتا تھا کہ اب طبع ثانی میں وہ القاب تعظیمی قطعًا نکال دیئے جاویں اور اسطرح اون سے خطاب کیا جاوے جیسے ایک غیر مسلم سے وقت گفتگو خطاب کیا جاتا ہے مگر اس خیال سے کہ اصلی خطوط سے وقت مقابلہ مخالفت نہ ہو اور طبع ثانی مخالف طبع اول نہ ہو جاوے اوسیطرح تمام خطوط طبع کرا دیئے گئے اور بغرض رفع شکوک عوام اس تنبیہ کے ساتھ تنبیہ کرنا خواص و عوام کا ضروری ہوا ۔ فقط

ابو محمد ۔ محمد دیدار علی الرضوی الحنفی

(الوری ۔ حال خطیب مسجد وزیر خان لاہور)